اچھّا اِنسان

تحریر کردہ

گردھاری لعل گپتا

بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ایڈوکیٹ جموّں (توی)

اوم

شری پتا جی کے چرنوں میں

داس :- گردھاری لعل گپتا

فہرست مضامین

اچھا انسان کون ہے؟

تمہید

بیرونی حکومت[۱] - بدیک رولرز[۲] کی ناواقفیت اور غربت[۳] ہمارے گنہگار ہونے کے اہم موجب رہے ہیں - مگر اب ۱ سے کلیتاً نجات حاصل ہو چکی ہے اور یہ نجات عنقریب ۲ و ۳ کو بھی ختم کر دیگی -

کسی مضمون پر بھی اگر کچھ لکھا جائے - تو بہت اور کم لکھا جا سکتا ہے مگر خادم نے دانستہ اس کتاب کو تھوڑے الفاظ میں لکھنے کی ابتدا سے ہی ٹھان لی ہے - تاکہ پڑھنے والا تھوڑے عرصہ میں پڑھ سکے - اور ہر ایک باب کو بھی اس ارادہ کے تحت سادہ اور کم الفاظ میں پیش کیا گیا ہے -

مقصد صرف یہ ہے کہ کس طرح ہم اچھے انسان بن سکتے ہیں - اور اس کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہیئے -

مجھے یقین کامل ہے کہ کتاب پڑھ لینے کے بعد ہر انسان اپنے آپ کو پڑھنا شروع کرنے کے وقت کے مقابلہ میں بہتر پائیگا -

پیارے بزرگو - بھائیو کتاب میں وہی باتیں درج ہیں جو کہ تقریباً ہر اچھی کتاب میں پائی جاتی ہیں - اور کہ مجھے یقین ہے کہ بہت سے اصحاب ایسے ہیں جو کہ کتاب میں مندرجہ اچھے اوصاف سے بھی بہتر اوصاف کے مالک ہیں تاہم اس کا مطالعہ ہر ایک کے لئے فائدہ مند ہوگا -

بشرط توفیق خواہشمند اور مستحق اشخاص کو یہ کتاب مفت چھپا

...... کی جا یا کریگی - بھگوان ارادہ کو پورا کریں -

۱ ریھاگن سمت ۲۰۰۵

خادم
گردھاری لعل گپتا ایڈووکیٹ جموں

التماس

ہر باب پڑھ کر اپنے آپ کو سوال پوچھ کر جانچو - کہ اس کو باعمل یاد کر لیا ہے - اور جب تک اپنے آپ کو اس باب میں پاس نہ سمجھو - اس کا مطالعہ اور اس کے مطابق بننے کی کوشش جاری رکھو - اور پھر دوسرے باب پر جاؤ ⁘

باب نمبر ۱

جو اچھے انسانوں کی زندگی کے حالات سے واقف ہو اور اچھی سنگت رکھے۔

اچھی باتوں کا علم یا تو اچھی کتابیں پڑھنے سے یا سننے سے یا اچھے انسانوں کی سوسائیٹی سے ہی ہو سکتا ہے۔ کئی باتیں ایسی ہوتی ہیں جو کہ پڑھ کر سیکھنی کبھی نصیب نہ ہو سکیں یعنی زیادہ قابلیت اور وقت درکار ہوتا ہے۔ اِس صورت میں اُن کتابوں کے عبور والے اشخاص سے اُن کا خلاصہ سُن کر علمیت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اِس لئے یا تو خود اچھی کتابیں پڑھو۔ یا پڑھے ہوئے اشخاص کی صحبت سے مُستفید ہو۔

دُنیا میں ہر ملک میں اپنے اپنے وقت پر بڑے بڑے انسان! اُن کو اوتار۔ رسول یا پیغمبر کہو پیدا ہوئے۔ اور اُنہوں نے بہتر بنا کر پیغام دیئے۔ اُن کی زندگیوں کے حالات یا اُن سے منسوب کردہ کتابیں پڑھنے سے ہزار گنا اچھا ہے۔ کیونکہ اِس سے گیان یا علم ہوتا ہے۔ اور اگر اِس گیان اور علم کو یاد کر کے اُس کا فائدہ اٹھایا جائے۔ تو اِس کے اثرات ناقابل بیان

ہو جاتے ہیں۔ صرف مندرجہ ذیل چند کتب کا مطالعہ اس باب کے پڑھنے والے کے لئے کافی ہوگا۔

(الف) رامائن :- ہر زبان میں اور تقریباً ہر لائبریری اور کئی پرائیویٹ اشخاص سے میسر آسکتی ہے۔ اس کے پڑھنے کے بعد انسان محسوس کرے گا کہ شری رام چندر جی کتنے اچھے انسان تھے۔ اُن کا والدین سے کتنا پریم تھا۔ باپ کا حکم اور وہ کہ بادشاہت کے آرام و الطاف چھوڑ کر چودہ سال بن باس گذارو۔ کس جذبۂ فرمانبرداری سے فرض اولین سمجھ کر قبول کیا۔ اپنے بھائیوں سے کس حد کا پریم۔ رعایا اور عوام سے کیسے مخلصانہ تعلقات۔ استری سے پریم اور کہ گناہ کرنے والوں اور مغروروں کی تباہی مانند راون بادشاہ لنکا کس طرح ہوتی ہے۔ اصلیت کا انکشاف اور سچائی کی جیت اور وقت آنے پر اپنی رعایا اور ملک کی خوشنودی کے لئے ہر ممکن تیاگ یعنی کس طرح سے سیتا جی کو تیاگ دیا۔ وغیرہ۔ وغیرہ۔

(ب) مہابھارت :- سری کرشن جی مہاراج کی زندگی کے حالات۔ کیا اچھا سبق کہ اپنے کام کو فرض سمجھ کر کئے جاؤ۔ نفع و نقصان بھگوان پر چھوڑ دو۔ وہ پریم بھری سبق آموز اُن کی چھوٹی عمر کی کہانیاں۔ گوالوں سے پریم۔ سکھیوں سے سچی محبت۔ بہتری ملک و قوم کی تڑپ پریم ہی پریم۔ دشمن سے بھی پریم۔ سچی دوستی۔ سوداما ایک غریب برہمن اور وہ بادشاہ۔ مگر ایک جان دو قالب کتنی عزت اُس کی کرتے تھے۔ گیتا اُن کا ہم لوگوں کے لئے سبق ہے۔ جس سے خلاصہ کے طور پر ہم سیکھتے ہیں۔

ستیہ خوراک۔ ستیہ بچن اور ستیہ کرم کرو۔ اور رجو اور تموگن کو مارو۔

(ج) گورو گرنتھ :۔ شری گورو نانک جی کی زندگی کے حالات اور پنجابی زبان میں عام فہم میٹھے الفاظ میں اُن کی سکھشا۔ میٹھی بانی بولو۔ جھوٹ ظلم نہ تولو۔ پھر اندر اپنے ٹٹولو۔

کتنے اچھے تھے وہ کہ ہر دوار کانشی میں اُن کی عزت اور مکّہ میں اُن کے پیرو۔ مرنے پر ہندو کہیں کہ وہ ہمارا تھا اور مسلمان کہیں کہ وہ ہمارا تھا۔ اور دونوں فرقوں نے اپنا اپنا سمجھ کر اُن کا آخری سنسکار کیا۔

(د) قرآن :۔ چھوٹی عمر میں مَیں خیال کرتا تھا۔ کہ یہ مسلمانوں کی کتاب ہے اس کو پڑھنا ہندو کے لئے جائیز نہیں ہے نامعلوم ایسے تنگ اور غلط خیال کیوں میرے دل میں تھے۔

قرآن کے لفظی معنے ہیں۔ وہ چیز جو پڑھنے کے قابل ہو۔ اس کتاب کے یک صد چودہ باب یعنی سپارے ہیں۔ اور ہر سپارہ اشعار یا آیات میں ہے۔ تقریباً ہر سپارے میں درج ہے کہ خدا سے ڈرو۔ بخشش دو۔ رحم دل بنو۔ کسی سے ظلم نہ کرو۔ جو اچھے کام کریگا۔ خدا کی اُس پر رحمت ہو گی۔ اور جو بُرے کریگا۔ خدا اُس پر اپنا غضب اور لعنت دیگا۔

خدا! ایشور۔ بھگوان یا نرنکار کا دوسرا نام ہے۔ حضرت محمدؐ کی زندگی کے حالات اور قرآن میں دی گئی باتیں وہی فلاسفی اور سبق سکھاتی ہیں۔ جو دیگر اوپر بیان کردہ کتب میں ہے۔ فرق صرف الفاظ اور زبان کا ہے۔

(س) سوامی رام تیرتھ کی سوانعمری :۔ غربت سے ترقی اور ترقی

پا کر بھی سادگی۔ ایشور پریم اور بھگتی جس طرح سادہ اور موثر الفاظ میں اِس کتاب میں پاؤ گے شاید ایسے اور کسی کتاب میں نہ ہو۔

(ص) مہاتما گاندھی (نلاشں حق)۔ اُن کی زندگی کے حالات سے آپ ضروری سے ضروری اور معمولی سے معمولی باتیں پاؤ گے۔ اور ہر بات سبق آموز ہے۔ اُن کی تعلیم اور پھر اُن ایام میں ہندوستانی کے لیئے ولایت سے بیرسٹری کا پاس اور پھر باوجود اِس قدر اعلےٰ تعلیم ہونے کس قدر انکسار۔ ملک و قوم کی محبت اور اُن کے لیئے قربانی کا مادہ۔ دُنیا بھر کے لیئے اہنسا کا سبق۔ اور اہنسا کے ہتھیار سے جنگ آزادی کو جیتنا۔ اور ہر انسان خواہ وہ کسی مذہب و ملت کا ہو اُس کو اپنا بھائی سمجھنا اور محبت کی ڈور کو اِس قدر لمبا کرنا کہ نفرت۔ دوج کے دھاگے کو جڑھ سے اوکھیڑ دیوے۔ زبان سے الفاظ سے اِس شخصیت کی زندگی کی تعریف ناممکن ہے۔

پیارے بھائیو۔ بزرگو۔ بہنو اگر آپ نے یہ چھ کتابیں پڑھ یا سُن لی ہیں۔ تو اُن کے گُن یا سبق جو آپ نے سیکھے وہ اپنے دِل سے پوچھو۔ اور صُبح و شام پرن کرو۔ کہ وہ گُن ہم بھی اپنے میں پورے کر کے چھوڑیں گے ✣

باب نمبر ۲

جسے بھگوان پر بھروسہ ہو

بھگوان کے دوسرے نام ایشور۔ خدا۔ گاڈ۔ پربھو۔ مالک۔ نرلنکار۔ سروشکتیمان۔ پرماتما۔ اللہ۔ داتا وغیرہ ہیں۔ اور ہر ملک اور مذہب اس اصول کو مانتا ہے۔ کہ اس دنیا کو بنانے والا اور سورج چاند کو چمکانے والی کوئی نہ کوئی طاقت ہے جس کو قدرت کہا جائے۔ یا مندرجہ بالا کوئی نام دیا جاوے۔ ایشور سے منکر یعنی (ATHIEST) کے لئے یہ کتاب تحریر نہیں کی گئی ہے اور نہ ایسے اصحاب اس سے کوئی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

بھگوان بڑے نیک۔ رحم دل۔ مہربان۔ مددگار ہر وقت۔ ہر جگہ موجود ہیں۔ غرضیکہ تمام اچھے اوصاف ان میں موجود ہیں۔ اگر انسان بڑا گنہگار بھی ہو۔ اور سچے دل سے بھگوان کے آگے اپنے گناہوں کو تسلیم کرتا ہوا توبہ کر کے معافی مانگے۔ تو وہ اس پر بھی اپنی تمام رحمت نازل کر دیتے ہیں۔ اور اگر ہم کوئی اچھا کام شروع کریں۔ اور اپنے وسائل اور قابلیت سے کرم کرتے جائیں۔ اور بھگوان پر بھروسہ

رکھ کر اپنے ذمگی فرائض ادا کریں۔ لازماً بھگوان اُس میں کامیابی دیتے ہیں۔ مگر بھگوان پر بھروسہ رکھ کر بُرے کام کرنے اگر شروع کئے تو اُس کے نتائج بُرے ہوں گے۔

جو انسان سچے دِل سے بھگوان پر بھروسہ رکھتا ہوا کوئی ستیہ کرم کرتا ہے اس میں اُسے کبھی ہار نہیں۔ کیونکہ بھگوان کا پوتر نام دل پر آتے ہی انسان کے بُرے خیالات کو تبدیل کر دیتا ہے اور انسان پر ایسا اثر ہو جاتا ہے کہ وہ بُرائی سے بدل کر اچھائی کی طرف رجوع ہو جاتا ہے۔ اور جب ہم اچھائی کے راستہ پر گامزن ہو جاویں۔ تو پھر اچھے کرم کا پھل اچھا لازماً ملتا ہے۔

اِس لئے ہر انسان کا فرض ہے کہ صبح سویرے اُٹھتے ہی پہلے بھگوان کا نام لیوے۔ اور اُن پر بھروسہ کر کے پرن کرے۔ کہ وہ سارے دن کوئی بُرا کام نہ کریگا۔ اور رات کو سونے کے وقت اپنے دِن کے تمام افعال اور حالات کے لئے غور کرے۔ کہ کیا کیا غلطیاں ہوئیں۔ اور پھر مصمم ارادہ کر لیوے۔ کہ اب کل کوئی غلطی نہ ہوگی۔ اور اِسی طرح اس پریکٹس کے ذریعہ ہر وقت ہر آن یہ سمجھے کہ بھگوان جسم کے اندر باہر ہر طرف ہر شئے میں ہیں۔ اور ہر اچھے کام کے لئے اُن کا شکر گذار ہو۔ ان کی مہربانی سے ہُوا ہے۔ اور ہر غلطی کے لئے اُن سے معافی مانگتا ہُوا آئندہ ایسی غلطی نہ کرنے کا وعدہ کرے۔

(نوٹ) جو اصحاب یہ جاننا چاہتے ہیں کہ بھگوان کی کیا شکل ہے۔

وہ کیسے ہیں۔ ان سے کس طرح ملاقات ہو۔ اُن کے لئے بہتر ہے کہ شریمد گیتا اور یوگ سوتر پتنجل کا اچھی طرح مطالعہ کریں۔ البتہ میری طرف سے یہ عرض ہے کہ نئے متلاشی کے لئے آسان راستہ بھگوان کو پانے کا اس طور ہے کہ وہ بھگوان کو ساکار (جسم والا) جان کر بھگوان کی تصویر لے کر اُس پر پریم پریکٹس کرے۔ اس کے آگے راستے خود بخود آسان ہو جاویں گے ÷

جو اچھی خوراک کا عادی ہو

خوراک تین قسم کی ہوتی ہے۔ (۱) ساتوِک۔ (۲) راجس۔ (۳) تامس۔
ساتوک خوراک وہ ہے جس کو کھانے سے انسان کو بشاشت نیک خیالی اور طاقت حاصل ہوتی ہے۔
راجس وہ ہے جس کو کھانے سے انسان جوشیلا۔ خون خوار۔ تیز اور غصہ والا بنتا ہے۔
تامس وہ ہے جس کو کھانے سے سستی۔ بے چینی۔ نیند۔ کم خیالی اور عقل کی کمی پیدا ہوتی ہے۔
اس کے علاوہ کھانے میں اعتدال بڑی لازمی چیز ہے بعض لوگ کھانے کے لئے زندہ رہنا چاہتے ہیں۔ اور بعض زندہ رہنے کے لئے کھاتے ہیں۔ بہتر وہ ہیں۔ جو ساتوک خوراک اعتدال میں کھائیں۔ اور زندہ رہنے کے لئے کھائیں۔
اب دیکھنا یہ ہے کہ دُنیا میں پیدا شدہ ہزاروں چیزیں جو ہیں وہ کون سی کھانے کے قابل ہیں۔ اور کون سی نہیں کھانی چاہیئے۔

اس کے لئے ریڈر کو چاہیئے کہ وہ منوسمرتی میں دی ہوئی کھانے یوگیہ
اشیاء کی لسٹ دیکھے۔ اور تھوڑے الفاظ میں یہ سمجھ لیوے۔ کہ تازہ اور
صاف پھل۔ دودھ۔ مٹھائی۔ سبزی۔ گھی۔ روٹی کھانے سے انسان کا
دل دماغ بہتر ہوتا ہے۔ اور اس کی طبیعت کا رجحان اچھے کاموں
کی طرف ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہمیشہ کوشش کرنی چاہیئے کہ اپنے
دل کو ان اشیاء کی طرف مائل کریں۔ اور اگر کبھی دل بُرے خیال
کی طرف جاوے۔ تو سمجھ لو۔ کہ علاوہ دیگر وجوہات خوراک میں غلطی
بھی ایک وجہ ہے۔ بہت سے صاحبان یہ کہیں گے کہ ہندوستان میں
تاحال غربت اس قدر ہے کہ نوّے ۹۰ فیصدی اشخاص کو مجبوراً وہ خوراک
نصیب ہے جو ان کے دل کو نہیں بھاتی۔ اور زندہ رہنے کے لئے بھی
ناکافی ہے۔ یہ بات بجا ہے۔ مگر غریب و امیر ہر ایک کے لئے ایک
چیز کا علم ہونا ضروری ہے۔ اور اگر غریب طبقہ بھی اس خوراک
کے اثر اور اچھی بُری خوراک کی پہچان۔ اور اس کے گرہن کرنے کیلئے
کچھ حد تک محتاط ہو جاوے۔ تو اس کا بھی کافی اچھا اثر ہو جاتا ہے۔ اور
کہ تازہ پھل کی بجائے تازہ سبزیاں بھی ساتوک اثر رکھتی ہیں۔ جو کہ
ہر ایک کو میسر آسکتی ہیں۔

ہمارا جسم خوراک سے ہی بڑھتا پھولتا ہے اور خوراک کا ہی بنا
ہوا ہے۔ اگر کوئی آدمی کچھ وقت تک کوئی خوراک نہ کھاوے۔ لازماً
جان بحق ہو جاتا ہے۔ اس لئے جسم کو قایم رکھنے کے لئے خوراک ضروری ہے۔

اور اگر جسم طاقتور یا اچھا نہ رہا۔ تو آتما یا روح یا جان جو اس میں ہے وہ فوراً جُدا ہو جاوے گا۔ جس کا نام دوسرے الفاظ میں موت ہے۔

والدین کا فرض اولین ہے کہ وہ اپنے بچوں کو اچھی اور اعتدال کی خوراک کھلائیں۔ اور اسی طرح اولاد کا فرض ہے کہ وہ بزرگوں و والدین اور تمام ممبران خاندان کی خوراک کے لئے خاص خیال رکھیں۔ کہ واقعی ہر انسان کو مناسب خوراک میسر ہو رہی ہے اور ہر انسان اچھی صحت میں ہے۔ اچھی صحت کا ہونا دُنیاوی ترقی حاصل کرنے کے لئے سب سے زیادہ اہم چیز ہے۔ اس لئے اپنے دل کو پھل۔ میٹھی چیزیں دودھ۔ سبزی کے کھانے پر مائل رکھیں۔ اور اگر دل کھٹی۔ ترش اور زیادہ گرم چیزیں کھانے پر کو دے۔ تو اُس کو روکو۔ اور چند دن اس پر کوشش سے عمل کرنے پر آپ کا دل خود بخود اچھی یعنی سانتک چیزیں کھانے میں مسرت محسوس کریگا۔ اور اُن کا عادی ہو جاوے گا۔

سادہ زندگی سے مراد ہے - کھانے - پہننے اور ضروریات زندگی میں سادہ طور پر گذر اوقات کرنا - کھانا ایسا ہونا چاہیئے - جو آسانی سے تیار ہوا ہوا ہو - اور جو ہر حالت میں ہر انسان کو میسر آسکتا ہو یہ نہیں ہونا چاہیئے - کہ تکلف بھری کئی چیزیں تیار ہوں جن کے کھانے سے علاوہ خرچ زیادہ ہونے کے انسان دیگر رشتہ داروں - دوستوں وغیرہ پر نکتہ چین بن جاوے - اور مزاج امیرانہ ہو جانے سے عوام اور غربا کی خوراک سے متنفر ہو جاوے -

ہر انسان کو چاہیئے - کہ اپنے گھر میں کھانے کے متعلق ہفتہ بھر کا پروگرام تیار کر لیوے - اور پروگرام تیار کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا جاوے - کہ آیا ہر ہندوستانی رشتہ دار اور دیگران کو ایسا کھانا نصیب ہو سکتا ہے - تاکہ جذبہ ہمدردی - یکسانگی اور بہتری پیدا ہو کر انسان عوام کے لئے مفید ثابت ہو -

سادہ خوراک ہونے سے انسان کے خیالات بہتر ہو جاتے ہیں

اور چونکہ سادہ خوراک پر خرچ کم لگتا ہے اس لئے انسان آسانی سے اِس میں کسی ضرورت مند کو شریک دعوت کر سکتا ہے - اور نیز دیگر ضروریات زندگی کے لئے بجٹ ہو سکتی ہے - پوشاک جس قدر سادہ ہوگی - اس قدر ہی آپ کو زیادہ آرام میں رکھے گی - اور اس کے خراب ہو جانے یا پھٹ جانے پر آپ کو اس قدر تکلیف نہ ہوگی - جس قدر کہ قیمتی کپڑے کے خراب ہو جانے پر ہوتی ہے - زیادہ قیمتی کپڑے پہننے سے ایک تو خرچ زیادہ دوسرے طبیعت میں مادہ امیری ہو جانے سے دیگر تمام معاملات میں بھی امیرانہ طرز اور طور رکھنا پڑتا ہے - اور بشرطیکہ کمی دِل میں رنجش اور ناخوشی پیدا ہو جاتی ہے - اس کے علاوہ اصولاً بھی ہم کو یہ کوئی حق نہیں ہے - کہ ہم عوام کو میسر آمدہ پارچات سے زیادہ قیمتی اور اچھے کپڑے پہنیں - کوشش یہ چاہیئے - کہ ہم ہر ہندوستانی اور خاص کر غریب سے غریب کا بھی خیال رکھیں کہ اُس کو کیا نصیب ہے - اور دکھلاوہ سے دست کش رہیں جو انسان فیشن پرستی کی وبا کا شکار ہو جاتے ہیں - اُن کی زندگی خواہشات میں ڈوبی رہتی ہے - اور انہیں حقیقی خوشی نصیب نہیں ہو سکتی - دِل کو اس طور بدلو - کہ یہ کھدر پہن کر اس قدر خوشی محسوس کرے - جو دوسرے پشمینہ پہننے والے کو بھی نہیں ہو سکتی - اور اس طور تم دیگر ضروریات زندگی اور نیک کاموں کے لئے کافی بجٹ کر سکتے ہو - اور اگر محض خوبصورت دکھائی دینے کے لئے زیادہ

قیمتی پوشاک پہنی جاتی ہے۔ تو میں عرض کروں گا۔ کہ جس قدر آپ میں نیک اوصاف ہوں گے۔ اُسی قدر آپ زیادہ پسندیدہ ہو جائینگے۔ دُنیا میں جو کچھ آدمی کرتا ہے اپنی خوشی کے لئے کرتا ہے۔ اگر سادہ پوشاک پہن کر دِل کو خوش رکھنے کا مادہ پیدا کر لو۔ تو بس آپ جیت گئے۔ اور اچھے انسان بن گئے۔ اس کے لئے ہر ماہ پہلی تاریخ کو چاہیے کہ وہ وعدہ کرے۔ کہ وہ اس ماہ زیادہ قیمتی اور زیادہ تعداد کپڑے استعمال نہیں کرے گا۔ اور اس طرح اندازہ لگائے کہ ایک ماہ میں کیا بچت ہو سکتی ہے۔ اور اس بچت کو کسی ضرورتمند کو دے کر دیکھے۔ کہ آیا۔ کہ یہ سب سے اچھی خوشی ہے یا کہ نہیں۔ اس طرح مانأوں۔ بہنوں کو چاہیئے۔ کہ وہ غریب بیوہ اور یتیم عنصر کا خیال رکھ کر خود سادہ کپڑے سے گذارہ کر کے رقم بچا کر ان کی مدد کریں۔ جس سے بمقابلہ زیادہ خوشی نصیب ہوگی

موجودہ وقت میں عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ لوگ اپنی آمدن کا بہت سا حصہ محض نمائشی شان و شوکت اور فیشن پرستی میں صرف کر رہے ہیں۔ اور خواہشات کو اس قدر بڑھا دیا ہوا ہے۔ کہ جن کا پورا نہ ہونا اُن کے لئے وبال جان بنا ہوا ہے۔ بلکہ ضروری خوراک کو REDUCTION میں لایا جا کر محض فیشن پرستی کو پورا کیا جا رہا ہے۔ مگر کپڑے ناصاف پہننا۔ گندہ رہنا۔ اور ضروری سامان زندگی سے بھی خالی رہنا سادگی کی تعریف میں

نہیں آتا ہے - بلکہ ڈوگری کا محاورہ ہے کہ انسان کو ٹھلی - ٹکلی
گگلی کا انتظام کرنا ضروری ہے ٭

باب نمبر ۵

جو ہر ایک سے سچا پریم کرے

پریم کے معنے ہیں محبت۔ اُلفت۔ دوستی۔ یگانگی۔ منترتا وغیرہ وغیرہ۔ قدرت نے ہمارے جسم میں مکمل مادے ایسے رکھ دیئے ہیں جن کو عمل میں لاکر ہم ہر بات کر سکتے ہیں۔ گویا کہ جس طرح ایک ورکشاپ میں تمام سامان موجود ہے۔ اور کاریگر مناسب محنت اور کارکردگی سے جو چاہے تیار کر لیتا ہے۔ اسی طرح پریم محبت کا مادہ ہم تمام میں موجود ہے۔ مگر اُس کو ٹھیک طریقہ سے عمل میں لانا ہمارا اپنا کام ہے۔ ہم کو چاہیئے کہ ہم اپنے دل سے وعدہ کر لیویں کہ ہم کسی سے نفرت نہ کریں گے۔ خواہ وہ امیر ہے غریب ہے۔ بدشکل ہے۔ کیسا ہے۔ اور سمجھیں۔ کہ اس دُنیا کے باپ کی وہ پیدائش ہے۔ جس کے کہ ہم۔ پھر آپ دیکھیں۔ کہ خود بخود محبت پریم آپ کے جسم میں ٹھاٹھیں مارنی شروع کر دے گا۔ اور آپ خود بخود مجبور ہو جایا کریں گے۔ کہ آپ ہر ایک کو اپنا سمجھیں۔ اور اس دل کو دل کی راہ ہوتی ہے۔ جیسا کہ عام محاورہ ہے۔ اور یہ حقی

مقناطیسی طاقت ہے۔ یا کوئی ایسی سائینس ہے۔ جس کے اثرات ہر انسان کو محسوس ہوتے ہیں۔ سوال پیدا ہوگا۔ کہ ہمیں دُنیا کے لوگوں سے پریم کرکے کیا فائدہ حاصل ہوگا۔ ہم کیوں مادہ پریم کو بڑھانے کیلئے کوشاں ہوں۔ تو اس کا جواب ہے۔ کہ ایک سچے پریم کی زندگی بڑی خوشی اور آرام کی زندگی ہوگی۔ دُنیا میں کوئی اس کا دشمن نہ ہوگا۔ ہر انسان اُس کی ہر مدد پر تیار ہوگا۔ اُس کی اپنی ضمیر اُس کو ہر وقت کہے گی۔ کہ تیرے جیسا خوش قسمت کوئی نہیں اور کہ سچا پریمی ہی بھگوان کا پیارا ہو سکتا ہے۔ جو انسان بھگوان کی دُنیا سے پریم کرنا نہیں جانتے۔ وہ بھگوان کو نہیں پا سکتے۔ اور نہ بھگوان کی مہربانی ان پر نازل ہو سکتی ہے۔

سچا پریم وہ ہے۔ جو بالکل سچ پر ہے۔ دکھلاوہ کے طور نہ ہو۔ جو خودغرضی پر مبنی نہ ہو۔ جو کسی بدنیت کی بنا پر نہ ہو۔ جو دل سے کیا جاوے۔ اور یہ اس طرح کیا جا سکتا ہے۔ کہ جب کسی کو ملنے کا آپ کو اتفاق ہو۔ اُسے خوشی سے خندہ پیشانی سے ملیں۔ اُس میں INTERSTED FEEL کریں۔ اُس کی جائز تعریف کے لئے تیار رہیں۔ نکتہ چینی سے پرہیز کریں۔ کوئی لفظ ایسا استعمال نہ کریں۔ جس سے دوسرے کی دل آزاری ہو۔ اگر کسی کی غلطی اور کمی دور کرانی مقصود ہو۔ تو اُس کو اپنی غلطی یا کمی جان کر بڑے شائستہ الفاظ میں اس طور شروع کرو۔ کہ میں اس غلطی کو کیا کرتا تھا۔ مجھ میں

یہ کمی تھی۔ عام ہیں ہوتی ہے۔ مگر چاہیئے کہ اس طور اس کو ٹھیک کر لیا جاوے۔ پھر دیکھو کہ سننے والے پر کتنا اثر ہوتا ہے۔ اور کانا کو کانا کہنے کے نتائج سے بھی بچ سکو گے۔ اور نیز ہمدردی کرو۔ اور مطابق حالات ہر مدد کے لئے تیار رہو۔

مگر PASSIONATE محبت سچا پریم نہیں ہے۔ سچا پریم وہ ہے جو اچھے اور نیک اثرات پیدا کرے۔ اور جو بھائیوں کے درمیان ہونا چاہیئے۔ یا جو بھائی اور بہنوں میں ہوتا ہے۔ اور یہ وہ پریم ہے جو ہمیں کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ۔ اہنکار سے بچا سکتا ہے۔

اور یہ وہ پریم ہے۔ جس کے اثرات ابدی ہوتے ہیں۔ اور کبھی نقصان دہ نہیں ہو سکتے۔ لیکن بدنیتی پر مبنی یا دکھلاوہ کے لئے محبت یا مطلب براری والی محبت ہمیشہ انسان کو ذلیل وخوار کرتی ہے۔ اور انسان کو بعد میں پچھتانا پڑتا ہے۔ اس لئے ہر انسان حیوان۔ جاندار اور غیر جاندار سے بھی پریم کرو۔ اور ایشور کو اس میں پہچانو ÷

باب نمبر ۶

جو کسی انسان سے نفرت نہ کرے

اگر ہمارے دلوں سے مادہ نفرت ختم ہو جاوے۔ تو ہم اعلیٰ انسان بن گئے۔ کس طرح نفرت کا مادہ ختم کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے مندرجہ ذیل طریقہ استعمال کرو۔

اپنے دل میں پختہ یقین کر لو۔ کہ ہر انسان میں آتما یا روح یا جیو ہے۔ جس کو زندگی کہا جاتا ہے۔ اور کہ یہ روح اس بھگوان کا ایک انش یعنی حصہ ہے۔ اور کہ اس طرح ہر انسان میں بھگوان براجمان ہے۔ اور ہر انسان کا فرض ہے۔ کہ بھگوان کی پوجا عزت مان کرے۔ اور پریم کرے۔ اور اس سے نفرت نہ کرے۔ اور جب اس طور یقین کر کے ہم ہر انسان میں بھگوان کی موجودگی کے قائل ہوئے۔ تو پھر روزانہ پریکٹس سے ہم ہر انسان کی عزت کرنی سیکھ گئے۔ اور اس سے نفرت کا مادہ ختم ہو گیا۔

ہر روز صبح شام بیٹھ کر پختہ ارادہ کرو۔ کہ ہم نے کسی بھی انسان سے نفرت نہیں کرنی ہے بلکہ اس کو مانند خود جان کر اس سے پیار

کرتا ہے۔ اور اس طرح روزانہ کچھ عرصہ کے لئے اپنے روز کے حالات کا امتحان لو۔ آج کی غلطی کو غلطی جان کر دوبارہ اُسے سرزد نہ ہونے دو۔ اس طور کرنے سے آپ خود بھی فرشتہ سیرت بن جائیں گے۔ اور نیز ہر انسان کی عزت آپ کی نظروں میں اور دیگراں تمہاری عزت کریں گے۔ اور زندگی ایک دِلرُبا کھیل میں گذرے گی۔

کئی اصحاب سوال کریں گے۔ کہ انسان سے نفرت نہ کرنا چند حالات میں درست نہ ہوگا۔ اور وہ یہ مثال دیں گے کہ بُرے کرم کرنے والوں گنہگاروں۔ چوروں۔ ڈاکوؤں۔ غداروں سے ضرور نفرت کرنی چاہیئے۔ مگر ان کا یہ خیال کسی صورت میں بھی درُست نہیں ہے۔ کیونکہ مادہ نفرت ایک بیماری یا عیب یا بُرا انش ہے جس سے ہم نے اپنے آپ کو صاف کرنا ہے۔ اِس لئے بھی نفرت کرنا جائیز نہ ہوگا۔ اور مزید براں نفرت بھرے دِل سے ہم کسی دیگر آدمی کو بُرائی سے بھلائی کی طرف تبدیل نہیں کر سکتے۔ نفرت ایک دیوار ہے۔ جو ہمارے فرائض دنیاوی اور انسانیت پورا کرنے کے لئے درمیان میں کھڑی ہو سکتی ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم نے بُرے کرم کرنے والوں کی تعریف کرنی ہے۔ یا اُن کے گلے کا ہار بن جانا ہے۔ اور کہ اگر ہم اس سبق سے اس حد تک بھی مُستفید ہو جاویں۔ کہ ہم اپنے کُنبہ کے افراد اپنے رشتہ دار اپنے دوست اور اپنے تعلق دار اشخاص سے نفرت کرنی چھوڑ

دیں۔ یعنی ایک شخص امیر ہے۔ اس کا رشتہ اور یا دوست یا کنبہ کا ممبر غریب ہے۔ تو دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ امیر اس غریب کو نفرت کرنی شروع کر دے گا۔ اور ہذا القیاس۔ یہ نہایت بڑا گناہ ہے امیری یعنی خوبصورتی عقلمندی بھگوان کی دی ہوئی چیزیں ہیں۔ اگر کسی کو بھگوان نے دی ہیں۔ تو دینے والے کا اختیار ہے۔ کہ فوراً واپس بھی لے لیوے۔ اس لئے پرائی چیز سے ایک انسان کیوں مغرور بن جاوے۔ بلکہ چاہیئے تو یہ کہ ایسا انسان جس کو بھگوان نے اچھے حالات سے نوازہ ہے۔ وہ بھگوان کا شکر گذار رہے۔ اور بھگوان کا شکریہ اس میں ہے کہ بھگوان کی مخلوق سے نفرت نہ کرے۔

باب نمبر ۷

جو ہر ایک انسان حیوان اور شئے میں بھگوان کو موجود سمجھے

ہر جگہ موجود ہے پر نظر آتا نہیں
یوگ سادھن کے بنا کوئی اُسے پاتا نہیں

یہ کسی اچھے اور قابل شخص کے الفاظ ہیں اور درست طور پر اس میں اصلیت کا اظہار ہے۔

زمین۔ آسمان۔ ہوا۔ چاند۔ ستارے۔ مخلوقات۔ نباتات۔ جمادات ہر چیز جو بنی ہے۔ کسی نے یا کسی کے حکم سے ظہور پذیر ہوئی۔ اور اس طاقت کا نام بھگوان ہے۔ اور اگر آپ ایشور بھگوان سے پیار کرنا چاہتے ہیں تو اُس کی بنائی ہوئی دُنیا اور دُنیا میں رہنے والے اور موجود سب سے پیار کرو۔ تب ہی آپ بھگوان کے سچے پریمی ہو سکتے ہیں۔

ہندو فلاسفی اور موجودہ سائینس نے بھی ثابت کر دیا ہے کہ درختوں۔ پودوں۔ پھولوں وغیرہ میں بھی جان ہے۔ یا دوسرے الفاظ میں کہ جیو ہے۔ جو کہ انسان اور حیوان میں ہے۔ فرق صرف

اتنا ہے کہ ایک جیو چیتن ہے۔ دوسرا جڑ۔ اور یہ جیو بھگوان کا
انش ہے۔ اس طور یقین رکھتے ہوئے ہمیں ہر انسان حیوان اور
جمادات میں بھگوان موجود سمجھنا چاہیئے۔ اور اُن سے پیار محبت
اور اُن کی عزت کرنی چاہیئے۔ میرا خیال ہے۔ کہ اگر ہم صرف
اس عام فہم بات کو جان لیویں۔ تو دُنیا میں کوئی تفرقہ نہ رہے
ہندو۔ مُسلم۔ سکھ اتحاد تو کیا۔ تمام دُنیا کے رہنے والوں سے اتحاد
ہو جاوے۔ اور کوئی انسان دیگر انسان کا دُشمن نہ رہے۔ بلکہ
اُس میں فرض اولین پیدا ہو۔ کہ ہر انسان اُس کا بھائی ہے۔
اور بھگوان کا انش جیو اس میں موجود ہے۔ اور دیگر انسان پر
جو ظلم یا اذیت پہنچائی جاوے گی۔ وہ خود اپنے پر ہوگی۔
اس بات پر عمل کرنے سے انسان کے دل میں محبت اس قدر
بھڑک اُٹھے گی۔ کہ وہ خود مجسمہ محبت ہو جاوے گا۔ اور دُشمنی
عناد کا مادہ کافور ہو جاوے گا۔ جب انسان اس قدر بلند
ہو جاوے کہ وہ ہر شئے میں بھگوان کو موجود دیکھے۔ اور اس
طور اپنے دل کو بھگوان کے پریم میں مشغول کرتا ہوا زندگی بسر
کرے گا۔ اُس کی زندگی ایک مسرت بھری زندگی ہوگی جس میں
کبھی فکر۔ تکلیف۔ دُکھ۔ افسوس نہ ہوگا۔ اور کہ وہ انسان
گناہوں سے بچا رہے گا۔ اور اُس کی موجودہ زندگی اور عاقبت
سُدھر جاوے گی۔ کئی اصحاب خیال کرتے ہیں کہ بھگوان کو کیول

یاد کریں۔ ہم ان سے کیوں ناراض نہ رہیں۔ کیونکہ ہم کو عورت نہیں دی۔ لڑکا نہیں دیا۔ دھن نہیں دیا۔ اچھے سامان زندگی نہیں دیئے بلکہ اپنی تکلیف اور کمی سے دکھی ہو کر بھگوان کو کوسنے اور برا بھلا کہنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ ایسے اصحاب کے لئے یہ جواب کافی ہے۔ کہ کرم فلاسفی کے تحت ہمارے اچھے کرموں کا پھل سکھ اور برے کرموں کا پھل دکھ لازماً اٹھانا پڑتا ہے۔ اور پچھلے جنم کے کرم اور موجودہ جنم کے کرم تمام اکٹھے اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس لئے انسان کو ہر حالت میں بھگوان پر بھروسہ رکھتے ہوئے مصائب زندگی سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ بلکہ تکالیف کو ہمت سے برداشت کر کے ایام خوشی سے گذشت کرنے چاہئیں۔ اور زیادہ اچھا بننا چاہیئے۔

اگر آپ کسی وقت بڑے دکھی ہو جاؤ۔ تو دکھ دور کرنے کا ایک سادھن یہ ہے۔ کہ ایکانت میں بیٹھ کر بھگوان کے آگے خوب رو کر اپنا دکھڑا سناؤ۔ اور حل طلب کرو۔ بھگوان ضرور دکھ دور کریں گے ٭

باب نمبر ۸

جو اپنے فرائض اور ڈیوٹی کو خوشی اور ہمت سے سرانجام دیوے

ہمیں چاہیئے۔ کہ جو کام ہم نے کرنا ہو۔ اُس کو خوشی سے کریں۔ اور کہ آرام طلبی۔ سستی۔ لاپرواہی کے زیر اثر اس کو سرانجام دینے میں دل شکستہ اور رنجیدہ نہ ہونا چاہیئے۔ اور اس طرح اپنی ڈیوٹی کو اپنا اولین فرض اور ضروری جان کر کرنا چاہیئے۔ اپنے فرائض ادا کرنے اور ڈیوٹی کو سرانجام دینے سے پہلے ہی دل میں پورا خیال اور توجہ اور حوصلہ۔ خواہش۔ خوشی اور یہ کچاؤ ہونا چاہیئے کہ یہ کر کے ہم نے اپنا کرتویہ پالنا ہے۔ اپنا کام وقت پر کرنے اور خوشی سے کرنے سے ایک تو دل کو تکلیف نہیں ہوتی۔ دوسرے کام اچھی طرح سرانجام پاتا ہے۔ اور اس پر دل کو مسرت ہوتی ہے۔

دنیا میں اگر کوئی انسان ڈیوٹی خود کو سرانجام دینے میں کوتاہی اور لاپرواہی کرتا ہے۔ تو وہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اور اور نہ ترقی پا سکتا ہے۔ ہماری ہر قسم کی ترقی ہمارے محنتی جفاکش اور ڈیوٹی پرور ہونے میں مضمر ہے۔

میں کئی اصحاب کو دیکھتا ہوں۔ وہ بڑے افسر ہیں۔ اور کہ بھگوان کی مہربانی ہے۔ کہ وہ اچھی پوسٹ پر اچھی تنخواہ حاصل کر رہے ہیں۔ مگر اپنا کام اور ڈیوٹی ادا کرنے میں اُن کو کئی دفعہ اس قدر رنجیدہ یا ایسی حالت میں پاتا ہوں۔ کہ گویا وہ آنریری طور پر کام کر رہے ہیں۔ یا کہ کام ان کو کیوں کرنا پڑتا ہے۔ اور وہ بھول جاتے ہیں کہ یہ کام جو اُن کو کرنا ہے۔ اُس کا پھل ہی ان کی تنخواہ ہے۔ اگر وہ کام نہ کریں۔ وہ تنخواہ نہ پائیں گے۔ اس طرح کئی اور اصحاب اپنے کام سے دل چراتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک تو کام بگڑ جانے سے دوسرے وقت پر نہ ہونے سے پھر ان کو سخت تکلیف نقصان اور پشیمانی اٹھانی پڑتی ہے۔ کئی لوگ اس وجہ سے اپنا فرض ادا کرنے سے قصور وار ہو جاتے ہیں کہ وہ بغیر کوشش اور مناسب کارکردگی کے دل میں یہ ٹھان لیتے ہیں کہ یہ بڑا مشکل کام ہے۔ مجھ سے ہو ہی نہیں سکے گا۔ حالانکہ دنیا میں کوئی کام مشکل نہیں۔ بشرطیکہ اُس کے کرنے کے لئے ہم مناسب حوصلہ اور محنت کا مادہ قائم رکھیں۔ ہر انسان کے لئے یہ لازم ہے کہ خواہ وہ لٹریری کام میں ہے یا مزدور ہے۔ یا دوکاندار ہے یا تجارت پیشہ ہے۔ یا کسی کاروبار میں ہے وہ اپنے کام اور ڈیوٹی کو ادا کرنا اس طور ضروری سمجھے۔ جس طرح کہ بھگوان کا نام لینا ہے۔ اور اپنے روزانہ پروگرام کو مرتب کر کے جو کام

جس وقت کرنا ضروری رکھا گیا ہے اس وقت بلا تاخیر تامل اس کو کرنا شروع کرے۔

میرے خیال میں ہندوستان میں غربت کا باعث کچھ حد تک بلکہ زیادہ طور ہمارے فضول وقت گذارنے پر ہے۔ لوگ ایسے بھی موجود ہیں جو صرف باتیں کرنی یا سورہنا یا بیکار بیٹھے رہنا۔ یا حُقّہ پینا ہی اپنا کار زندگی بنائے بیٹھے ہیں۔ اور خاص طور پر زیادہ تعداد عورتیں محض گپوں میں ہی اپنا سارا دن گذشت کر رہی ہیں کاش کہ وہ اپنے وقت کی کچھ قیمت ہی جانیں۔ اور اگر بے روزگاری اور کمی حصول مناسب کام کی وجہ سے ان کو بیکار بیٹھنا پڑھ رہا ہے۔ تو وہ رفاہ عام کے کام جو کہ تن۔ من۔ دھن پر سہ اور کسی ایک سے بھی ہو سکتے ہیں۔ وہ کرنا ہی اپنا فرض اور ڈیوٹی سمجھ کر کام شروع کریں۔ اور ایک بات لازم ہے۔ کہ اپنا فرض اور ڈیوٹی کو خوش اسلوبی سے سر انجام دے کر جس قدر دل کو خوشی اور فایدہ پہنچتا ہے۔ اس طرح کوتاہی۔ لاپرواہی اور ڈیوٹی ادا نہ کرنے سے دکھ اور تکلیف ہوگی ❖

جو اچھا بیٹا۔ اچھا باپ۔ اچھا خاوند اور اچھا بھائی ہو۔

ایک عام اصول کی بات ہے کہ ہم کو چاہیئے کہ پہلے اپنے خاندان کی بہتری۔ اس کے بعد اپنے رشتہ دار اقارب اور پھر اپنے گاؤں قصبہ یا شہر کی اور پھر قوم اور پھر ملک اور پھر تمام دُنیا کی بہتری کے لئے کوشاں رہیں۔ اس میں بڑے راز کی بات پنہاں ہے اور اس اصول کو اس لحاظ سے ہی بتدریج عمل میں لانے سے ہم اصل معنوں میں اچھے انسان بن سکتے ہیں۔ جو بھی کام کرنا ہو۔ اس کی ابتداء اچھی اور کسی اُصول پر ہونی چاہیئے۔ اِس لئے جن صحاب کے والدین بحیات ہیں۔ ان کے لئے پہلا اچھا کام یہ ہے کہ اپنے والدین سے سچا پریم ان کی عزت، اُن کی فرمانبرداری، اُن کی خدمت اور جتنے المقدور ان کو پورے سُکھی بنایا جاوے۔ کوئی لفظ بھی مُنہ سے ایسا نہ نکالو۔ جو اُن کے لئے باعث رنج یا دُکھ

ہو۔ اور اگر غلطی سے آپ کا کوئی فعل ان کے لئے ناپسندیدہ یا باعث
تکلیف ہوا ہے تو صاف دل سے معافی مانگو۔ آئندہ کے لئے ان
سے وعدہ کرو۔ کہ آپ پھر کبھی ایسی غلطی نہ کریں گے۔ اور گھریلو معاملہ
میں جو بھی بات کرو۔ وہ حوصلہ سے برداشت سے پریم سے ہو۔ اور
اگر کوئی ایسی بات ہے جو آپ کے خیال میں گھر میں کرنی ضروری ہے
تو اس بات کو مع وجوہات زیر غور لایا جائے۔ اور اگر ایشور کی دیا
سے آپ اپنے والدین سے زیادہ قابل۔ لائق اور بلند رتبہ ہیں۔ تو
آپ کا یہ رتبہ وغیرہ سب کچھ والدین کی ہی بدولت ہے کیونکہ وہ ہی
آپ کو جنم دینے والے ہیں اور اس رتبہ اور لیاقت سے ان کو زیادہ
خوش کرو۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ کئی لوگ اتنے اچھے ہیں کہ عام لوگوں
سے ان کا برتاؤ اچھا ہے۔ اور ہر ایک کی عزت کرتے ہیں۔ اگر جہاں تک
اپنے والدین کا تعلق ہے۔ ان کی عزت یا ان کی سیوا کرنے میں عار سمجھتے
ہیں۔ اور اس طرح ان کے والدین کو بجا شکایت ان سے ہو سکتی ہے۔
اور یہ سب کچھ اس لئے ہوتا ہے۔ کہ ہم لوگ جھوٹ۔ فریب اور ظاہرداری
کے پروانے ہو چکے ہیں اور اصلیت کی پیروی نہیں کرتے۔ جو انسان اپنے
والدین کو خوش اور سکھی نہیں رکھ سکتا۔ وہ خود بھی دنیا میں سکھی نہیں ہو
سکتا۔ اور نہ ایسا انسان کسی تعریف کے قابل ہے۔ اور کہ بھگوان کا
پیارا بننا تو درکنار وہ دنیاوی ترقی سے بھی محروم رہتا ہے جو انسان
اپنے ماتا پتا جیسی نزدیک ترین ہستی کو خوش نہیں رکھ سکتا۔ وہ

بھگوان کو خوش کرنے کے لئے کیسے کامیاب ہو سکتا ہے۔ اس طرح اگر ہم صاحب اولاد ہیں۔ تو ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم اپنی اولاد کی بہتری کے لئے مناسب کوشش کریں۔ ان کو مناسب تعلیم۔ اچھی سوسائیٹی۔ اچھے خیالات سے باریاب کر کے ان کو اچھا شہری بنایئں۔ اور ہر باپ کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنی اولاد کے لئے بلند خیال رکھے۔ اور دل میں ٹھان لیوے کہ اس کا لڑکا بڑا انسان بنے گا۔ دلیش بھگت ہوگا۔ سچا ہوگا۔ ملک کی بہتری کرے گا۔ نیک کمائی کر کے گھر کو بہشت بنا دیگا۔ اور اس طرح ہمیشہ اپنے بچوں کے عزم نیک اور اعلیٰ بنانے چاہیئے اور والدین کی طرف سے بچپن سے بچوں کی مناسب دیکھ بھال لازماً ان کی ترقی کا باعث ہو گی۔ بچوں کو پریم سے نیک بد اثرات سمجھا کر ان کو اچھی بات کے لئے قائل کرنا چاہیئے۔ ہمیشہ بچوں کے ساتھ بات کرتے وقت خیال رکھو۔ کہ آپ اس عمر میں کیا چاہتے تھے اور اور کس طرح خوش رہ سکتے تھے۔ ایسی محبت رکھو۔ کہ وہ دوڑتے آپ کے بغلگیر ہو جاویں۔ اور آپ کو ہوا جان کر آپ سے بھاگتے نہ پھریں۔

عورت کے دوسرے نام اردھنگی۔ استری۔ گھر کا وزیر۔ لکشمی وغیرہ ہیں۔ ایک اچھا خاوند وہ ہے جس کا انتہائی پریم اپنی عورت سے ہے۔ جو اپنی عورت کے سوائے دیگر عورت کو اپنی ماں بہن کی نظر سے دیکھے۔ کوئی بات اس سے چھپائی نہ جاوے۔ ہر معاملہ میں اُس کی رائے اس کے کام کی

تعریف اُس کی غلطی کو غصّہ سے نہیں۔ بلکہ پریم سے دُور کروایا جائے اگر آپ سچے پریمی ہیں۔ تو آپ اپنی عورت کو فوراً ہر اچھے کام کی طرف مائل کر سکوگے۔ زندگی کے تمام روزمرہ حالات اور واقعات اور ملک کے ضروری امور سے اس کو بہرہ ور رکھو۔ جس گھر میں عورتیں خوش ہیں اور نیک ہیں وہاں سُکھ کی دیوی مہالکھشمی کا نواس ہوتا ہے اپنے خیالات سے۔ مشاہدات سے اور فائدے نقصان بتا کر ان کو ہمیشہ سادہ رہنے کی تلقین کرو۔ اور اپنے گھریلو کاروبار میں مشغول رہنا سکھاؤ ان کی یاد کرنا موجودہ زمانے کی فیشن پرستی اور بیجا آزادی سے نفرت کرنا اور اگر تعلیم یافتہ ہو۔ تو فرصت کے وقت اچھی کتابیں مطالعہ کرے۔ اور اگر ناخواندہ ہو۔ تو خود اچھی کتابیں پڑھ کر سناؤ۔ دُنیا میں سُکھ اور دُکھ اپنا ہی پیدا کردہ ہے۔ ایک بات اگر ایک زاویہ نگاہ سے دیکھو۔ تو وہ سُکھ کا کارن ہوگی۔ اور اگر دیگر زاویہ نگاہ سے دیکھو تو دُکھ کا کارن۔ اِس لئے اگر ہم سچائی کو مدِنظر رکھ کر عقل اور دانشمندی کو زیرِ کار رکھیں۔ تو ہمیشہ سکھی رہ سکتے ہیں۔ اور اگر خواہشات کا شکار رہ کر دل کو قابو میں نہ رکھیں۔ تو بے حد دُکھی ہو جاتے ہیں۔ آدمیوں کے مقابلہ میں عورتیں زیادہ ذہین سمجھدار اور نیک ہوتی ہیں۔ اور اچھائی کا مادہ بمقابلہ آدمیوں کے ان میں زیادہ ہوتا ہے۔ اگر ایک خاوند سچا پریمی ہے۔ تو اُس کی عورت کے لئے وہی بہشت ہے۔ اور پھر اگر سر دونوں دنیا میں اچھا انسان بننے

کی ٹھان لیں۔ اور ابتداء اپنے گھر سے کریں۔ کہ گھر میں ہر ایک فرد بشر کو شکھی کریں گے۔ تو یقین جانو آپ سو فیصدی کامیاب ہو گئے۔ خاوند اور عورت ایک ایک دو گیارہ نہیں۔ بلکہ ایک سو گیارہ سمجھو۔ اچھا بھائی اگر ہم نہیں۔ تو پھر ہم دنیا کے رہنے والوں کے لئے کیا اچھا ہو سکتے ہیں۔ اِس لئے ضروری ہے کہ اپنے بھائی سے ایک جان ہوں۔ دکھ درد میں شریک اور کہ بھائی کو فخر ہو۔ اس کا دوسرا بھائی ہے۔ اتفاق محبت اور عزت موجود ہو۔ پھر ہم کو حق ہے۔ کہ ہم کنبہ کے باہر دیگر سے اچھا برتاؤ اور اچھے انسان کے طور پر کارروائی کریں۔

اگر آپ اس باب میں دیئے صفات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو مندرجہ ذیل طریقہ کار عمل میں لائیں۔ اس کا جادو کا اثر ہوگا۔

(۱) تمام کنبہ کے افراد کیلئے یکساں کھانا تیار کیا جاوے اور جہاں تک ممکن ہو۔ تمام افراد بیک وقت کھانا کھائیں۔ یا گروپوں میں یعنی پہلے بچے پھر مرد اور پھر عورتیں۔

(۲) گھر کا فنڈ مشترکہ ہو۔ روزانہ آمدن اور خرچ لکھا جائے۔ یہاں تک ممکن ہو تمام افراد کے علم میں موجودگی میں رات کو سونے سے پہلے اکٹھے بیٹھکر حساب لکھا جاوے اور دن کی نسبت یا دوسرے دن کے لئے کاروبار وغیرہ کی بات چیت کی جائے۔

(۳) ہر روز صبح شام سورج نکلنے کے پہلے اور سورج غروب ہونے کے بعد تمام افراد اکٹھے ہو کر بھگوان کا نام لیویں اور بہتر بننے کا وعدہ کیا جاوے

جو سچا ہو۔

سچائی ایک بڑی صفت ہے جو لوگ سچے ہیں۔ اُن کی بڑی قدر منزلت اور عزت ہوتی ہے۔ چونکہ وہ ایک اعلےٰ صفت کے مالک ہوتے ہیں اس لئے اُن کی ضمیر ہمیشہ ان کو خوش باد کہتی رہتی ہے۔

سچائی کا دوسرا نام اصلیت ہے یعنی جو بات۔ معاملہ۔ حالات اصل میں ہیں۔ اُن کا اُسی طرح بیان کرنا سچائی ہے۔ دنیاوی زندگی والوں کو روزمرہ بہت سی باتیں کرنی پڑتی ہیں۔ اور چونکہ ہمارے الفاظ ہی سے ہر ایک کام کی ابتداء ہوتی ہے۔ اس لئے ہم اگر شروع سے سچے الفاظ استعمال کرنے شروع کریں۔ تو ہمارے لئے بھی یہ آسان ہو جاوے گا کہ فریق ثانی فوراً اُن پر مناسب کاروائی شروع کر دیگا۔ اور اگر ہم سچے نہیں ہیں۔ تو ضرور مخاطب شخص پہلے آپ کے الفاظ یا معاملہ میں شبہ رکھتا ہوا اپنے آپ کو اصلیت پر پہنچانے کی کوشش کرے گا۔ اور پھر عمل پیرا ہوگا۔

سچے آدمی پر ہر ایک انسان یقین کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہر معاہدہ

یا کاروبار کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ اُس کی بات پر عمل شروع ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح سچائی ترقی کا باعث ہو جاتی ہے۔ مگر اس کے مقابلہ میں جھوٹا شخص اگر سچ بھی بولے تو اُس پر یقین نہیں ہوتا۔ اور کوئی آدمی اس پر اعتبار نہیں کرتا۔ اس کا مخول اڑایا جاتا ہے۔ اور خود اُس کو کئی معاملات میں اس قدر پشیمانی اٹھانی پڑتی ہے۔ کہ اس سے موت بہتر ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر سچائی اتنی اچھی چیز ہے۔ تو اس کو چھوڑ کر کیوں جھوٹ کا استعمال کرنے کے لئے لوگ راغب ہیں۔ یا ہو جاتے ہیں۔ وہ اچھی چیز کے مقابلہ میں بُری کو کیوں ترجیح دیتے ہیں۔ اس کا جواب ہے کہ محض لالچ کی خاطر یا کسی فائدہ کو مدنظر رکھ کر یا کوئی ناجائز خیال پورا کرنے کے ارادہ سے یا محض اپنی لاف زنی کے لئے یا بڑھائی کے لئے جھوٹ کو استعمال کیا جاتا ہے۔ مگر کیا یہ مقاصد پورے ہو جاتے ہیں۔ میں کہوں گا کہ ہرگز نہیں۔ بلکہ جھوٹ کی بنا پر حاصل کیا ہوا فائدہ اور دیگر باتیں دیرپا نہیں ہو سکتیں۔ بلکہ خود فائدہ حاصل کرنے والا بعد میں پچھتاتا ہے۔ کہ میں نے کیوں یہ کہا۔ اور اگر دل کو بہلانے کے لئے کچھ عارضی فائدہ جھوٹے شخص کو مل بھی جاوے۔ تو وہ فائدہ اسی بدعت میں پھنسا دے گا جس سے اُس کے مقابلہ میں نقصان زیادہ ہو گا۔ اس لئے ہر انسان کو چاہیئے۔ کہ وہ جھوٹ سے توبہ کرے۔ اُسے ایک گناہ عظیم سمجھے اور اس کو جڑ سے اکھیڑ دیوے جھوٹ سے بچنے کے لئے طریقہ یہ ہے مصمم ارادہ دل سے کر لو کہ اب

کسی صورت میں بھی جھوٹ نہ بولا جائیگا - اور اپنی ہر تقریر - بات یا گفتگو کے بعد اپنے آپ کو ٹٹولتے جاؤ - کہ کوئی جھوٹ بات تو منہ سے نہیں نکلتی - اسی طرح شام کو اپنے سارے دن کی گفتگو کو زیر غور لاؤ - اور دیکھو - کیا کیا غلطی ہوئی - اور پھر دل میں وعدہ کرو - کہ اب آئندہ غلطی نہ ہوگی - پریکٹس جاری رکھو - چند دنوں میں ہی اس طریقہ سے آپ سچے انسان بن جاؤ گے - اور آپ یقین رکھو - کہ سچا آدمی مقابلتاً جھوٹے اشخاص کے زیادہ ترقی کرتا ہے - اور خوشحال اور ہر دلعزیز ہو جاتا ہے ⁂

غلطی کے بعد فوراً غلطی کو تسلیم کرے

انگریزی میں ایک فقرہ ہے TO ERR IS HUMAN
جس کے معنے ہیں کہ انسان غلطیوں کا پتلا ہے۔
مگر جو انسان غلطی کر کے اپنی غلطی کو مانتا ہے۔ اور اس پر پچھتاتا ہے وہ فرشتہ ہے اور جو باوجود غلطی کے اس کو غلطی نہیں مانتا۔ وہ شیطان ہے۔ ہمارے لئے ضروری بات تو یہ ہے۔ کہ ہم ہر کام ہر بات اس طور سوچ سمجھ کر کریں۔ کہ اس میں کسی قسم کی غلطی نہ ہو جاوے اور اگر غلطی ہو گئی ہے تو اس کو ماننا گویا کہ اس کا احساس دل میں لانا ہے۔ اور جو آدمی اچھا بننا چاہتا ہے۔ اس کو فوراً وہ غلطی مان کر دل میں ارادہ کر لینا چاہیئے کہ آئندہ ایسی احتیاط ہو گی۔ کہ یہ غلطی سرزد نہ ہونے دیں گے۔ گویا کہ غلطی کا ماننا ہمارے لئے ایک خاص اثر رکھے گا۔ اور بہتری کی طرف لے جائیگا۔ ہماری زندگی میں کئی قسم کی غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ بعض تو ایسی ہیں۔ جن کو لفظ BLUNDER بلکہ گناہ سے پکارا جائے۔ مثلاً کسی دیگر شخص کی بلاوجہ اور دانستہ بے عزتی کرنا۔

کسی سے جبراً کوئی چیز چھین لینا کِسی کو اس کے جائز حق سے روکنا۔ دانستہ کوئی ایسا فعل کرنا جس سے دیگر کو رنج ہو۔ وغیرہ وغیرہ - ایسی غلطیوں کے لئے تو غلطی ہو جانے کے بعد یہ لازم ہے کہ غلطی کرنے والا اپنی غلطی کو تسلیم کرکے معافی کا خواہاں ہو۔ بلکہ ساتھ ہی وہ وجہ جس کی وجہ سے غلطی ہوگئی۔ وہ مانند ملزم عاجزی سے بیان کرکے آئندہ کے لئے محتاط رہنے کا وعدہ کرے اور ناجائز طور حاصل کردہ فایدہ واپس کرے۔

بعض غلطیاں ایسی ہوتی ہیں جن کو دیکھنے والا کوئی دیگر سوائے بھگوان نہیں ہوتا۔ وہ صرف دل وضمیر سے تعلق رکھتی ہیں مثلاً راستہ چلتے کسی کی خوبصورتی یا حسن سے ناجائز طور پر متاثر ہونا اور کسی کو دیکھ کر رنجیدہ ہونا یا کسی کے لئے نفرت دل میں لانا وغیرہ وغیرہ۔ ایسی غلطیوں کے لئے خود اپنے آپ سے یا بھگوان سے معافی مانگ کر اپنے دل کو ایسی غلطی دوبارہ نہ کرنے پر پابند کرنا چاہیئے۔

اور کہ بعض غلطیاں محض ایٹی کیٹ ETIQUITE کی غلطیاں ہوتی ہیں مثلاً بے تکلفی میں نازیبا اور ناشائستہ الفاظ منہ سے نکالنا یا زیادہ زور سے بولنا۔ ادھکاری شخص کی اجازت کے بغیر بولنا یا بلا اجازت مناسب مجلس سے چلے جانا۔ وغیرہ وغیرہ - اُن کے لئے ہمیشہ اُسی وقت معافی کے خواہاں ہوتے ہوئے اظہار افسوس کرنا چاہیئے۔ اگر ایک انسان کچھ عرصہ کے لئے اپنے آپ کو اس ضبط میں رکھ کر پریکٹس کرے۔ کہ اُس نے اب کوئی غلطی نہیں کرنی ہے۔

اور صبح اُٹھتے ہی وہ دِل میں ارادہ کرلیوے۔ کہ آج سارا دن کوئی غلطی نہ کرے گا۔ اور شام کے وقت اپنے سارے دن کے کاموں پر نگاہ ڈالے۔ اور غلطی کو غلطی جان کر پھر بہتر بننے کا ارادہ کرلیوے تو چند دن میں ہی وہ اچھا انسان بن جائے گا۔ اور تمام لوگ اس کی قدرومنزلت کریں گے۔ اس سے پریم کریں گے۔ اس کے دوست بننے کے خواہشمند ہوں گے۔

باب نمبر ۱۲

جو الفاظ شُستہ کا استعمال کرے

ہم کتنے اچھے ہوں۔ خواہ کتنے بہتر اوصاف کے مالک ہوں۔ اور اس طرح اس قابل ہوں۔ کہ دیگر اس سے فائدہ اُٹھائیں۔ یا مناسب قدر کریں۔ لیکن اگر ہمارے مُنہ سے نکلے ہوئے کلمات شُستہ نہیں۔ تو سمجھ لو۔ کہ آپ دیگر کی نگاہ میں کچھ بھی نہیں۔ بلکہ نفرت کے قابل ہو۔ ہمارے مُنہ سے نکلے ہوئے الفاظ ہی عام طور پر ایسے ہوتے ہیں۔ جن سے دیگر ہماری قابلیت۔ عقل۔ دماغ کا اندازہ لگاتے ہیں۔ اس لئے۔ جو انسان اچھا بننا چاہے اس کے لئے لازم ہے۔ کہ وہ بولنے سے پہلے سوچ لیوے۔ کہ آیا وہ جو کچھ مُنہ سے نکالنے لگا ہے درُست ہے۔ ہمیشہ کم بولنے اور زیادہ سُننے کے عادی بنو۔ اور بڑی ضروری بات یہ ہے۔ کہ ہمیشہ اچھے الفاظ جن سے سامع کی تعریف اور IMPORTANCE عزت اور ادب پایا جاوے بولنے چاہیئے اور اگر مُنہ سے گالی یا بے عزتی کرنے والے الفاظ نکالنے کی عادت ہے تو دِل سے تہیہ کر لو۔ اس عادت بد کا قلع قمع کر کے چھوڑیں گے اور

ہر ممکن احتیاط شروع کی جاوے۔ بعض دفعہ عادی الفاظ اپنی بے عزتی کا باعث بن جاتے ہیں۔ اور وجہ عداوت نفرت لڑائی اور رسوائی ہو جاتے ہیں۔ یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ ہر ایک شخص خواہ وہ آپ کا ملازم بھنگی یا معمولی شخص ہو۔ اُس کو عزت سے بلایا جاوے پھر دیکھو۔ اس کا کیا اثر ہو جاتا ہے۔ وہ دوگنا اچھا کام کرے گا۔ اور ہمیشہ ہمدرد بنا رہیگا۔ اگر آپ کو گالی یا بدکلامی یا سخت الفاظ استعمال کرنے کی عادت ہے تو اس کا یہ اثر ہو گا۔ کہ کوئی شخص نوکر ہو یا دیگر آپ کو دل سے نہ چاہے گا اور آپ سے بھاگنے کی کوشش کرے گا۔

مندرجہ ذیل چند امور کی پیروی اس میں فائدہ مند ہوگی۔

(۱) ہمیشہ بولنے سے پہلے سوچ لو۔ کہ آپ کے الفاظ درست ہیں۔ (۲) زیادہ گفتگو یا COMMON TALK نہیں کرنی چاہیئے۔ (۳) گپ اور جھوٹی بات کبھی نہ بولی جائے۔ اور اگر کسی سے سُنی ہو۔ تو مت دہراؤ۔ (۴) جب کسی سے ہم کلام ہو۔ اُس کی طرف پوری توجہ مُسکراہٹ اور خوش خلقی سے۔ (۵) گفتگو میں غصّہ کو کبھی نہ آنے دیجیئے۔ (۶) ہر دیگر شخص میں INTERESTED محسوس کرکے اُس سے گفتگو کرو۔ (۷) گفتگو سے ہمدردانہ جذبہ کا اظہار ہو۔ (۸) کبھی کسی کو نہ کہو۔ کہ تم نے غلطی کی ہے۔ بلکہ اس امر کو اسطور کہو۔ کہ آپ خود ایسی غلطی کیا کرتے تھے۔ اور ایسی غلطی ہو سکتی ہے۔ مگر ٹھیک رہنا چاہیئے۔

باب نمبر ۱۳

جو نکتہ چین نہ ہو۔

نکتہ چین وہ ہے۔ جو دوسرے کے کام میں غلطیاں ظاہر کرے جو دوسروں کو DISCOURAGE کرے۔ جو FIND FAULT کرے۔ جو اس بات میں تلا ہو۔ کہ بجائے تعریف کے نقائص ہی دکھائے جاویں وغیرہ وغیرہ۔

نکتہ چین جو بھی ہو۔ اسے ہر دوست۔ آشنا واقف۔ رشتہ دار نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اس سے محبت کرنی تو درکنار اس کو ہر کوئی SHUN یا AVOID کرنا چاہتا ہے۔ چونکہ قدرت نے ہر ایک شخص کو دماغ۔ عقل عطا کیا ہے اگرچہ کسی کو زیادہ اور کسی کو کم اور ہر انسان لازماً اپنے آپ کو ہر دوسرے سے بہتر سمجھتا ہے اور ہر وقت اس کے دل کی گہرائیاں خواہاں رہتی ہیں کہ وہ IMPORTANT بنے۔ اور چونکہ نکتہ چین شخص کی نکتہ چینی باعث CHALLENGE اس کی عقل ہو جاتا ہے اس لئے کوئی وہ شخص جس کو نکتہ چینی کی جاوے۔ دل سے برا منائے بغیر نہیں رہتا۔ اگرچہ سمجھدار اصحاب ایسا احساس نمودار نہیں ہونے دیتے۔ اور کہ باوجود کہ کوئی نکتہ چینی درست بھی ہو۔ وہ اچھا اثر نہیں رکھتی۔

ہر انسان جو اچھا بننا چاہتا ہے اسکو چاہیئے کہ نکتہ چینی کی عادت چھوڑ دیوے اور ہر بات میں محتاط رہے کہ یہ دوسرے کے لیئے باعث تکلیف تو نہیں کئی لوگ ایسے ہیں جو محض اپنی بڑھائی جتانے کے لیئے یا محض یہ دکھانے کے لیئے کہ اُن کا رعب یا بہادری یا اثر اس قدر ہے کہ کوئی شخص اُن کے سامنے بول نہیں سکتا۔ اور اس قابل مذمت ارادے کے تحت وہ کسی دوسرے کو عوام میں نکتہ چینی کا شکار بنا دیتے ہیں جس کا اثر یہ ہوتا ہے۔ کہ اگرچہ شکار شدہ شخص اس وقت خاموش رہتا ہے۔ مگر ہمیشہ کے لیئے نفرت اور دُشمنی تک اُس کے متعلق اس کے دل میں سما جاتی ہے گویا کہ نکتہ چین نے خواہ مخواہ کسی کو دُکھ دینے اور دوستی کی جگہ دُشمنی خریدنے کا سودا کر دیا۔ جو باعث نقصان ہوتا ہے۔

مندرجہ ذیل طریقہ پر کار عمل ہونے سے آپ نکتہ چینی کی بیماری سے بچ سکتے ہیں

(۱) جب کبھی کسی سے گفتگو یا ملاقات کرو۔ محبت کا اظہار اور مسکراہٹ سے پیش آؤ۔ (۲) بُرے سے بُرے شخص میں بھی کوئی بات تعریف والی ہوتی ہے۔ اس لیئے تعریف پہلے کرو۔ اور پھر خود اپنے آپ کی یا اور کسی کی مثال دیکر کہو۔ کہ اُس میں فلاں نقص یا بدعادت تھی جو اس طور دُور ہو سکتی ہے۔ (۳) کسی کے کام یا بات میں دخل نہ دو۔ (۴) خود بخود کسی کے معاملہ میں رائے زنی شروع نہ کرو۔ (۵) ہمیشہ خیال رکھو کہ محبت و پریم سے اور بیر معمولی تعریف کے بعد اگر کسی کو آپ کوئی بات کرنے یا نہ کرنے کیلئے کہینگے۔ تو اُس پر سو فیصدی کامیابی ہوگی۔ (۶) ہر ایک کام اور بات کو کرنے والے کے سٹینڈرڈ سے JUDGE کرو۔ ✦

باب نمبر ۱۴

جو دُوسرے کے لئے ہر ممکن فائدے مند ہو

اچھے انسان ہمیشہ دُوسروں کی بھلائی اور بہتری کا خیال رکھتے ہیں اُنہیں اپنے فائدے سے پہلے دوسروں کے فائدہ کا زیادہ خیال ہوتا ہے وہ ہمیشہ اس بات کو مدنظر رکھتے ہیں کہ آیا فلاں کام کی وجہ سے ہمارا اگر فائدہ ہے تو دوسروں کا نقصان تو نہیں۔

جو انسان اپنے فائدے کے لئے دوسروں کے لئے باعث نقصان ہو جاتا ہے وہ اچھا انسان نہیں۔ بلکہ ہمیں ہر وقت کام کرتے۔ راستہ چلتے سیر کرتے۔ کھانا کھاتے خیال ہونا چاہیئے کہ ہم دیگران کے لئے کس طور اور کیا کر کے فائدہ مند ثابت ہوں۔ اور اس خیال کے زیر اثر ہمیں ہر ایک انسان جس سے ہمیں واسطہ پڑے۔ اُس سے خوشی اور پریم سے مِل کر حتے المقدور تن۔ من۔ دھن سے اُس کی سیوا کرنی چاہیئے۔ اور یہ اس طور کیا جا سکتا ہے۔

(۱) ہم گھر سے سیر کو نکلے ہیں۔ خیال رکھا جاوے کہ ہمارے پاؤں کی ٹھوکر کسی کو نہ لگ جاوے۔ راستہ میں دیگر جانب سے اگر کوئی

آپ سے بات کرے تو دل لگا کر سنو اور مناسب جواب دو۔

(۲) آپ گھر بیٹھے ہوئے ہیں۔ خیال رکھو کہ آپ کی موجودگی کسی ممبر کنبہ کے لئے باعث تکلیف تو نہیں۔ اور اگر ہے تو کیا وجہ ہے آپ میں کیا نقص ہے اسے دور کیا جاوے۔ اور گھر میں ہر ایک سے محبت کے لہجہ میں گفتگو کرو۔ اور دیگر ممبر اگر کسی تکلیف میں ہے تو اس کا فوراً حل ڈھونڈو۔

(۳) راستہ چلتے یا بیٹھے ہوئے کوئی شخص خیرات مانگنے آجاتا ہے اس کو غصہ سے پیش نہ آؤ۔ بلکہ عزت سے پیش آؤ۔ اور اگر کچھ پاس ہے تو دیدو۔ ورنہ اسے پریم سے کہہ دو۔ کہ وہ اور کسی جگہ سے مانگ لیوے۔ مگر ایک بات اس سلسلہ میں ضروری عرض کر دینا چاہتا ہوں۔ جو کہ بندہ نے ایک مہاتما جی سے سنی ہوئی ہے۔ اور وہ یہ کہ ہر مانگنے والے کو ہدایت کرو۔ کہ وہ نقد نہ مانگے۔ بلکہ بوقت کھانا گھروں سے ایک یا آدھ روٹی فی گھر مانگ کر اپنی ضرورت کا کھانا حاصل کیا کرے۔ اور کوشش کرو۔ کہ خود بھی مانگنے والے کو کھانا دیکر سامنے ہی کھلا دیا جائے یہ اصل سیوا ہے۔ کیونکہ نقدی مانگ کر ایک شخص چرس، شراب، بدمعاشی کر سکتا ہے۔ مگر روٹی کھلائی جائے تو ایسا کوئی معاملہ نہیں ہو سکتا ہے۔ اور کہ اچھے پرش جو آپ کے پاس بطور اتتھی یا مانگت آویں۔ ان کے لئے آپ کو خیال ہونا چاہیئے۔ کہ وہ مانگنے نہیں آرہے ہیں بلکہ اپنا حق حاصل کرنے آرہے ہیں کیونکہ اچھے پرش دنیا کی بہتری کے لئے بھگوان کی یاد اور تپ تپسیا کرتے

ہیں۔ جس کے عوض زندگی کو قائم رکھنے کے لئے اُن کو کھانا یا کپڑے کی ضرورت لازماً ہوتی ہے۔

(۴) آپ اپنے روزانہ کام میں مصروف ہوں۔ تو بھی خیال رکھو کہ اس سے دیگران کا نقصان تو نہیں۔ اور اگر ہمارا کوئی کام باعث نقصان دیگران ہے تو ۔ ۔ باستثناء خاص حالات وہ ہرگز نہیں کرنا چاہیئے۔ ایک زمیندار کو زمین بھگونے کے لئے پانی درکار ہے اور وہ نہر کے کھال کو اپنے کھیت بلا فصل پر ہی لگا دیتا ہے۔ حالانکہ ساتھ ہی دیگر زمیندار ایسے ہوں کہ جن کا فصل خشک ہو رہا ہے اور اگر وہی پانی اس روز ان کو مل جاوے تو کھیت ہرا بھرا رہ سکے۔ ایسے حالات میں انسانیت کیا تقاضا کرتی۔

(۵) ہم چار آدمی اکٹھے کوئی کام کرتے ہیں۔ تو ہم ہر ایک کے دل میں یہ خیال چاہیئے۔ کہ ہم اپنے ذمگی کام خود کریں۔ بلکہ ہو سکے۔ تو دیگر کسی کی بھی مدد کریں۔ یہ خیال نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ خود کام سے پہلو تہی کریں اور سست رہیں۔ اور چاہیں کہ دیگران کر دیں گے۔

(۶) ہم ایک لاری پر سوار ہو کر کہیں جانا چاہتے ہیں اور سوار ہو گئے ہیں۔ اس اثنا میں کوئی عورتیں یا ایسے اشخاص جن کو اس وقت اور اسی لاری پر جا کر کہیں پہنچنا ہمارے مقابلہ میں زیادہ ضروری ہے۔ تو ہم کو چاہیئے کہ خود لاری سے اُتر کر ان کو کہیں۔ کہ وہ سوار ہو جاویں۔ اور آپ بعد میں چلے جاویں +

باب نمبر ۱۵

جس کا ہر کام ہر بات ایسی ہو۔ کہ دوسرا اسکی پیروی کرنا چاہے

جو انسان اچھا ہے اس کو تمام اچھے کہیں گے۔ اور ہر ایک کی کوشش ہو گی۔ کہ جو اوصاف اس میں ہیں وہ اپنے میں بھی پیدا کئے جاویں اور اس طرح اس کا ہر ایک کام اور ہر ایک بات قابل تقلید ہو جاتی ہے۔ اور وہ خود اپنے لئے ہی نہیں۔ بلکہ تمام کے لئے فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔ اور انسانیت اور سوسائٹی کے لئے ایسا شخص ایک نعمت ہوتا ہے۔ اچھے اور برے آدمی میں بڑا فرق یہ ہے کہ اچھے آدمی کو تمام دوسری دنیا پسند کرتی ہے۔ اور وہ تمام دیگران کے لئے فائدہ مند ہے۔ مگر برے آدمی کو صرف برے ہی پسند کرتے ہیں۔ اور کہ وہ دنیا کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے۔ جیسا ایک چور بد معاش آدمی ہو۔ اس کو چور اور بد معاش ہی اچھا کہیں گے۔ مگر اچھے انسان کے لئے ہر دوسرا اچھا ہے اور وہ ہر دوسرے کا سرتاج ہے۔

بیرونی حکومت نے ہندوستان کا تہذیب تمدن تقریباً ختم کر دیا ہے۔ اور دنیا بھر کے لوگوں اور مذہبوں کے لئے جو ملک کبھی باعث تقلید

اور فخر تھا - آج وہ اُن کے مقابلہ میں کم تر ہو گیا ہے - مگر سچ اور اصلیت
کا ناش نہیں ہو سکتا - اب بھی ہندوستان میں وہ اعلےٰ ہستیاں موجود
ہیں اور آگے بھی پیدا ہوں گی - جن کی مثال دیگر ممالک میں نہیں ہے .
مانا کہ زیادہ تعداد ہندوستانی اس وقت جاہل گمراہ اور شکار بناوٹ
ہیں - مگر اب بھگوان کی دیا سے وقت آگیا ہے - کہ سابقہ عروج پھر
جلد حاصل ہو گا - اور ہم لوگ اچھے بن کر خود اپنی بہتری اور تمام دُنیا
کی بہتری کر سکیں گے - ہندو مذہب صرف مذہب نہیں بلکہ دھرم ہے
اور کہ اس میں تمام دُنیا کے لوگوں کے لیے خواہ وہ سفید ہوں یا کالے -
یورپین - ایشین کسی ملک کے ہوں - یکسانگی اور پریم سکھاتا ہے اور کہ وید
دُنیا کی ہر مذہبی فلاسفی کا منبع اور تمام دُنیا کے لئے ہیں بشرطیکہ ہم کو ان
کا درست علم ہو - اور اس پر گامزن ہوں - پھر دیکھو کہ آپ انسان کو تو در کنار
ہر شے سے پریم محبت کرو گے - اور مادہ نفرت موجود نہ ہو گا -

اچھا انسان نیک کمائی کرتا ہے - کسی سے دغا فریب نہیں کرنا چاہتا
اپنا کام اور ڈیوٹی خوشی اور ہمت سے کرتا ہے - سستی نہیں رکھتا - ہر
ایک سے محبت اور سچا پریم کرتا ہے - ایشور کا ڈر اُس کو ہر وقت لگا رہتا
ہے - بُرے کام نہیں کرتا - تمام دُنیا کی بہتری چاہتا ہے - ہر ایک کے
لیئے ہر ممکن فائدہ مند بننا چاہتا ہے - کسی کو ستاتا نہیں - وغیرہ
وغیرہ +

باب نمبر ۱۶

جو خندہ پیشانی سے دیگر اشخاص سے ملے۔

اگر آپ اچھا انسان بننا چاہتے ہو۔ تو ایک بڑی صفت یہ بھی اپنے
میں پیدا کرو۔ کہ جب کسی کو ملو۔ یا ملنے کا اتفاق ہو۔ یا جو کوئی آپ کے پاس
کسی کام یا ملاقات کے لئے آئے۔ اُس سے خندہ پیشانی سے یعنی خوشی سے
مسکراہٹ سے یا کم از کم اس میں INTERESTED ہو کر ملو۔ اگرچہ کہنے
کو تو یہ معمولی بات نظر آتی ہے مگر اس کا SYCHOLOGICAL
بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔ اور جادو کا اثر سمجھو۔ دیگر شخص آپ کا مطیع ہو
جاویگا۔ آپ کے لئے اچھے تاثرات اور خیالات لیکر جائیگا۔ اور ساتھ
ہی وُہ بے تکلف ہو کر اپنی پوری کہانی کہہ سکیگا۔ اگر ہم کچھ دن اپنے
آپ کو اس صفت کے فائدے سے تسلیم کرتے ہوئے معمولی عظم کریں۔ تو
چند دن میں ہی ہماری عادت پختہ ہو جاویگی۔ اور یہ صفت ہمیشہ کے
لئے ہم میں پیدا ہو جاوے گی۔ صرف معمولی کنٹرول ضروری ہے۔
بعض اوقات ایسی بات ہوتی ہے کہ ہم خانگی امور کی وجہ سے یا کسی
دیگر معاملہ سے پشیمان ہوئے ہوتے ہیں۔ اور دِل بے چین اور بے امن ہوتا

ہے۔ اور ایسی حالت میں ہمیں کسی دیگر شخص سے جو کہ ہماری اس وقت کی حالت کو نہیں جانتا ملنے کا اتفاق ہوتا ہے ایسی حالت میں رنجیدہ ہونے کے باعث ہم کو اپنے آپ کو کنٹرول میں لانے اور دل افسردگی کو چھپا کر دیگر سے خندہ پیشانی سے پیش آنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مگر اس صفت کو پانے کے لئے انسان کا پاس یہی ہے۔ کہ آپ دیگر کے ساتھ پھر اس طریقہ سے ملیں۔ یا گفتگو کریں۔ جس طرح کہ آپ سکون کی حالت میں ملتے۔ جو انسان اپنے آپ کو اس طور ضبط اور کنٹرول کر لیتا ہے۔ وہ ہر دیگر کا دوست اور دنیاوی ترقی میں سب سے آگے بڑھ جاتا ہے۔ دوسرے لوگ جو اس صفت کے مالک نہیں بنتے۔ اُن کو کئی حالات میں نقصان اُٹھانا پڑتا ہے اور خواہ مخواہ کئی اشخاص کی دوستی سے محروم بلکہ دیگر کے لئے دلی آزاری اور خود اپنے لئے پشیمانی حاصل کر لیتے ہیں۔ جس کا چارہ کار بعد میں نہیں ہو سکتا۔ اس لئے دل میں پختہ ارادہ کر لو۔ کہ اپنے گھر میں ہر شخص سے ہم نے ابتداء گفتگو خوش طبیعت سے کرنی ہے۔ اور غصہ۔ تیوری اور تند لہجہ کو کبھی پاس نہیں پھٹکنے دینا ہے۔

باب نمبر ۱۷

اُس کا کوئی فعل۔ کوئی لفظ دیگر کیلئے باعث رنج نہ ہو

اچھا انسان وہ ہے۔ جو کام کرنے سے پہلے اس بات کا خیال رکھے کہ اس سے دیگر کو کوئی رنج تکلیف یا دل آزاری نہ ہو۔ اور کہ منہ سے کوئی فقرہ یا لفظ نکالنے سے قبل پورے طور پر اندازہ لگا لیوے کہ اس سے دیگر کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ اگر ہم اپنی گفتگو کو شائستہ کر لیویں اور اس بات کا خیال رکھیں۔ کہ ہم نے COMMON TALK اور گپ سے پرہیز کرنا ہے۔ تو خود بخود آپ کے افعال اور الفاظ اچھے ہو جاوینگے بعض لوگ اس بات پر فخر کرتے ہیں۔ بلکہ اس میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے دیگر کو شکار مخول بنایا۔ یا ایسی نکتہ چینی اس پر کی کہ دیگر شرمندہ ہو کر رہ گیا۔ ایسے اشخاص دیگر کے لئے باعث رنج تکلیف ہوتے ہیں۔ اور بلاوجہ دیگر ان کی نفرت کے خریدار بن جاتے ہیں۔ اگر کوئی ان سے واسطہ رکھتا ہے۔ تو محض نمائشی۔ سچے پریم کیلئے وہ ہرگز موزوں نہیں ہوتے۔ اس طور بجائے دُنیا میں پریم بڑھانے اور دوست بنانے کے نفرت بڑھتی ہے۔ اور دُشمن کی صفیں افزوں ہو جاتی ہیں۔

ایسی صفت کو پیدا کرنے کے لئے کوئی خاص پریکٹس کی ضرورت نہیں محض قوت۔ ارادہ اور یاد دل میں ہونی چاہیئے۔ کہ دیگر کے لئے ہم کسی طور باعث تکلیف نہ ہو جائیں۔ اور روزانہ جس کسی سے ہمارا واسطہ پڑے کوشش کرو۔ کہ اس کو اپنا دوست بناؤ۔ اور دوست تب ہی بن سکتا ہے۔ کہ اس میں INTERESTED محسوس کرو۔ اس میں کوئی نقص اگر ہے تو نکتہ چین بن کر اس کو مت جھنجلاؤ۔ بلکہ حکمت عملی سے پہلے اس کی کسی صفت کی تعریف کر کے پھر طریقہ سے اس کو اس کا نقص جتلاؤ۔ ہمیشہ تعریف کا مادہ قایم رکھو۔

(۱) اپنے گھر میں ہر ممبر سے پریم بڑھاؤ۔ کسی کو طعنہ زنی یا گالی۔ یا رعب سے پیش نہ آؤ۔

(۲) کاروبار زندگی میں جس کسی سے واسطہ پڑے اچھے الفاظ سے عزت اور تعریف کر کے مخاطب ہو۔

(۳) اپنے ملازمین یا ماتحت کو اپنے سے کم نہ سمجھو۔ اور بجائے غصہ اور رعب کے پریم سے پیش آؤ۔

(۴) راہ چلتے جو کوئی ملے یا جس کسی سے واسطہ پڑے۔ اس کو مناسب ادب عزت اور محبت سے ملو۔ اور سنو۔

(۵) یہ خیال رکھو کہ برے الفاظ کا اثر تلوار کے پھٹ سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اور وہ مدت تک بھی HEAL نہیں ہوتا +

باب نمبر ۱۸

جو سچے دل سے دیگر کی بہتری کا خواہشمند ہے

اچھا انسان وہ ہے جو پر اپکاری ہو۔ جو اپنی بہتری کے مقابلہ میں دیگر کی بہتری کر کے زیادہ خوش ہو۔ جس کے دل میں پورا وشواس اور خیال ہو۔ کہ انسان کا فرض دیگر کی بھلائی اور بہتری کرنا ہے۔ اور ایشور اس پر خوش رہتا ہے۔ جو ایشور کی دنیا سے بہتری کے کام کرتا ہے۔ دیگر انسان کی بہتری اور امداد کرنا۔ ایشور کی بھگتی۔ ایشور کو خوش کرنا بندگی پرارتھنا کے مترادف ہے۔

انسان جو شیر کو قابو کر سکتا ہے۔ ہاتھی جیسے بڑے جانور پر سواری کر سکتا ہے۔ سانپ کو مانند کھلونا رکھ سکتا ہے۔ جو اشرف المخلوق ہے۔ اس کے لئے کوئی کام مشکل نہیں محض قوت ارادہ اور اس پر عمل درکار ہے۔ اور جب انسان ایک دفعہ اپنے دل میں عہد کر لیتا ہے۔ کہ اس نے اچھا بننا ہے۔ اور اچھے انسان کی صفات پیدا کرنی ہیں اور اس نیک کام میں بھگوان کی کرپا سے بہت جلد اور معمولی کوشش سے ہر صفت کا مالک بنتا چلا جاتا ہے۔ کیونکہ جب ابتدا اچھی ہو جاتی ہے تو ترقی

جلد ہو جاتی ہے۔ اور پختہ سڑک پر سے لاری۔ ٹانگہ کے آسانی سے گذرنے کے برابر۔ اچھا انسان ہر اچھے کام کو بہت جلد کر سکتا ہے۔ صفت نمبر ۱۸ پانے کے لئے وہ قوّت ارادہ سے ہر وقت خیال رکھتا ہے۔ کہ وہ کیا کیا نیک کام جو دیگران کی بہتری کا موجب ہوں کر سکتا ہے۔ اور اس طور اس ارادہ کے زیر اثر وہ ہر لمحہ بہتری کے لئے کوشاں رہتا ہے اور کاہلی اور آرام طلبی کو چھوڑ کر کچھ نہ کچھ عملی طور پر تن من۔ دھن سے کر دیتا ہے۔

(۱) مثلاً اپنی تحریر و تقریر سے دیگروں کو برائی سے بچانا۔ ان کو ان کے حقوق اور حالات سے بہرہ ور کرنا اور اُن کے سوشل۔ اقتصادی حالات کو سُدھارنا۔ تعلیم یافتہ کرنا۔ اچھے اور بُرے کرموں کے فرق اور نتائج سے واقف کرنا وغیرہ وغیرہ۔

(۲) اگرچہ دل کو قابو کرنا اور کسی طرف لگانا شروع میں مشکل کام ہے۔ مگر پریکٹس اور مناسب عمل سے جلد سب کچھ ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اپنا امتحان ہر روز شام کو خود لینا اور غلطی کے لئے پشچاتاپ اور آئندہ بہتر بننے کا وعدہ سب سے اچھی دوائی ہے۔

باب نمبر ۱۹

دیگر کی تکلیف اور نقصان سے متاثر ہو

دیگر کے نقصان اور تکلیف کو خود اپنا نقصان اور تکلیف سمجھنا
ایک بڑی صفت ہے جو کہ ہر ایک اچھے انسان میں ہونی چاہیئے۔ جو
لوگ دیگر کی تکلیف سے خوش اور اس کے نقصان پر غرور سے قہقہے
لگاتے ہیں وہ سخت گنہگار اور نیز اُن کے دِل پتھر اور بے رحم ہوتے
ہیں۔ جو انسان اس باب سے قبل کے باب با عمل طریق پر پڑھ چکا ہو
اس کا دِل قدرتاً اور لازماً ہمدرد ہو گیا ہو گا۔ اور وہ لازماً دیگر کے
دُکھ درد میں شریک ہونے والا ہو گا۔ انسان ہی انسان کا سہارا ہے
اگر ہم انسان ہو کر بوقت تکلیف دیگر کا سہارا بن کر اُس کی تکلیف
کا اجارہ نہ کریں گے۔ تو پھر دوسری اور کون سی الشور کی پیدا شئی ایسا
کر سکتی ہے۔ اِس لئے ہر انسان کو اپنے دِل میں بلکہ دِل کی گہرائیوں
میں یہ پرن کرنا چاہیئے۔ کہ ہماری زندگی جو کہ بھگوان کے ادھین ہے
اور جو فانی ہے۔ اُس سے ہم اچھے کام کریں۔ اور سب سے اچھا کام
ہے کسی کی تکلیف کو دُور کرنا۔ کسی کے نقصان پر اُس کے نقصان کو

پورا کرنا یا اُس کے لئے مناسب یتن کرنا۔ یا اگر پریکٹیکل طریق پر کچھ کرنے کے قابل نہیں۔ تو اپنی ہمدردی کا اظہار کرنا۔ اور دیگر کوشانت کرنا۔ مندرجہ ذیل چند مثالیں درج کی جاتی ہیں۔ اچھے انسان کے فرائض معلوم ہوں گے۔

(۱) ایک شخص کا لڑکا سخت بیمار ہے۔ وہ پریشان ہے۔ اگر ہم کسی طور اُس کے واقف یا اُس کے رشتہ دار یا پڑوسی ہیں۔ تو ہمارا فرض ہے۔ کہ اپنا کام چھوڑ کر اُس کی ہر مدد کریں۔ حکیم۔ ڈاکٹر کو بلا دیویں۔ سہارا دیویں۔ حوصلہ دیویں۔ بیمار کی تیمارداری کریں۔

(۲) ایک شخص بازار یا سڑک پر پڑا بیماری سے لاچار ہے کوئی اُس کا پرسان حال نہیں۔ ہمارا فرض ہے اُس کو اُٹھا کر حسب توفیق اُس کی مدد کریں۔ گھر لے جاویں۔ یا سرکاری ہسپتال وغیرہ میں داخل کرائیں۔

(۳) کوئی کنبہ یا شخص دشمن سے تباہ شدہ آپ کی شرن میں آتا ہے کہ اُس کو کپڑا اناج درکار ہے۔ آپ کا فرض ہے۔ کہ حسب توفیق اُس کی سہائیتا کریں۔ اور اُس کے لئے مناسب انتظام کریں۔

(۴) ایک شخص کا اچانک تمام مال و اسباب لُوٹا جاتا ہے۔ اُس کے لئے روٹی کے لئے بھی پیسہ نہیں رہتا۔ ہمارا فرض ہے کہ اُس کی حسب توفیق مدد کریں۔ اور مناسب ہمدردی کا ثبوت دیویں۔

(۵) ایک شخص کے گھر ڈاکہ پڑ جاتا ہے ڈاکو تمام کچھ لے جاتے ہیں۔ بیچارہ رو پیٹ رہا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اُس کے ساتھ ہمدردی کریں۔ لیکن یہ نہیں کہ ہم اُس وقت یہ کہنا شروع کر دیں کہ یہ گنہگار تھا۔ یہ کنجوس تھا۔ یہ سرمایہ دار تھا۔ اچھا ہُوا۔ ایسا کہنا سخت گناہ ہے۔

(۶) اس طور پر دیگر شخص کی تکلیف کے وقت اُس کو نکتہ چینی کرنا۔ یا اس کے عیب کا یاد دلانا درست نہیں۔ بلکہ اس وقت ہر طور ہمدردی کرنی چاہیئے +

باب نمبر ۲۰

جو اپنے سے چھوٹے سے بھی اچھی بات سیکھ لیوے۔

انسان جب تک زندہ ہے اُس کو ہر وقت ہر روز ہر لمحہ ایسی باتیں پیش آئیں گی جو کہ اُس کے لئے نئی ہونگی۔ اور وہ اس کی علمیت میں اضافہ بنینگی۔ کیونکہ انسان بچپن سے بڑھاپا تک سیکھتا ہی جاتا ہے۔ اور جو اچھا انسان ہے وہ ہمیشہ ہر ایک کی بات سُنتا ہے اور اُسے پھر تولتا ہے۔ اور لازماً چھوٹے درجہ کے انسان یا کم عمر کے انسان بھی بعض اوقات ایسی باتیں اور فعل کرتے ہیں جو کہ دیگر ان کے لئے مانند اچھی مثال ہوں جو لوگ اچھے ہیں وہ بڑی خوشی سے ہر ایک کی بات جو اچھی ہے اُسے اچھی کہہ کر اُس پر گامزن ہونے پر تیار رہتے ہیں۔ مگر کئی اصحاب محض اپنی ڈگری والی تعلیم یا عمر رسیدہ ہونے کے سبب تمام دُنیا کو اپنے سے کم عقل سمجھتے ہوئے کسی دیگر کی بات کو سُننا بھی پسند نہیں کرتے۔ ایسے انسان بوجہ غلط خیال اور غرور نقصان اُٹھاتے ہیں۔ اور اچھے انسان نہیں کہلائے جا سکتے۔ اِس لئے اچھا انسان وہ ہے جو ہر چھوٹے بڑے کی بات کو

دل سے سُنے اور دیکھے اور کہ اچھے کام اور افعال اور باتیں جو پائی جاویں اُن کو خوشی سے گرہن کرے۔ ایسا انسان ہر روز بہتر بنتا چلا جاتا ہے۔ اور دیگر ان اُس کی عزت اور قدر کرتے ہیں۔ اس میں غرور نہیں آتا۔ اور وہ ایسی صفت سے تمام چھوٹے بڑوں کا دلدادہ ہو جاتا ہے۔ مگر چھوٹے غریب اور کم حیثیت لوگوں کے افعال اور باتیں سُننے سے پہلے اُن لوگوں کے لئے دل میں محبت چاہیئے۔ اور یہ خیال کہ وہ کسی طور چھوٹے نہیں ہیں۔ بھگوان ہر ایک میں براجمان ہے۔ ہر ایک کو عزت اور اُلفت سے دیکھنا چاہیئے۔ پھر تب بلا شک بہت کچھ ان سے بھی سیکھ پاؤ گے *

باب نمبر ۲۱

جو ہمیشہ علم حاصل کرنے میں کوشاں رہے

علم کے معنی ہیں جاننا۔ جو شخص اپنی علمیت بڑھانے کا قایل ہے۔ وہ اچھا انسان ہے۔ کیونکہ اس سے ایک تو وہ دن بدن زیادہ عالم۔ دنیا کے رازوں کا واقف اور ہر فن اور ہر بات میں ماہر ہوتا جائیگا۔ دوسرے اُس کی زیادہ علمیت اُس کی ترقی کا باعث ہوگی۔ ایسا شخص دنیا کے نشیب و فراز سے بہرہ ور ہونے کی وجہ سے غلطی کا شکار نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ ایک مثال بن کر دیگراں کے لئے ترقی کا باعث ہوتا ہے۔

علم حاصل کرنے کے لئے ایک انسان کو کسی زبان پر یعنی انگریزی۔ اردو۔ ہندی۔ سنسکرت وغیرہ پر عبور حاصل کرنا چاہیئے۔ تاکہ وہ اچھی طرح اس زبان میں لکھی کتابیں پڑھ سکے۔ اور پھر اس زبان میں لکھی ہوئی اچھی کتابوں کا مطالعہ ازبس ضروری ہے۔ اور اس زمانہ میں یہی ایک طریقہ سب سے بہتر طریقہ علمیت حاصل کرنے کا ہے۔ اچھے لیکھک کی کتاب گویا اچھے مصنف کی ذاتی حاضری کے مترادف

ہے۔ اور اس طرح اچھی کتابیں ان اچھے مصنفوں کی سوسائیٹی ہوتی ہیں۔ کتابوں کے علاوہ اچھے انسانوں کی سوسائٹی بھی ایک ذریعہ علمیت ہے۔ اور اگر انسان اچھی سوسائیٹی میں کچھ عرصہ گذارنے کا موقعہ روزانہ حاصل کرے۔ تو وہ پھر دنیا میں بہت کچھ سیکھ لیتا ہے۔ اس کے علاوہ پریس اور پلیٹ فارم کے ذریعہ اچھے اور قابل انسانوں کے مضمون اور تقریریں سننے سے بھی انسان بہت مستفید ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں موجودہ زمانہ میں سینما اور ریڈیو بھی ایک وسیلہ علمیت ہے۔

اگر انسان دل میں تہیہ کر لیوے کہ اس نے بہتر بننا ہے۔ اور دنیا میں حالات اور اصلیت سے بخوبی بہرہ ور ہونا ہے۔ تو اس کو چاہیئے کہ ہمیشہ دل میں خیال رکھے۔ کہ وہ علمیت کا محتاج ہے۔ اور ہمیشہ کمی محسوس کرتا ہوا۔ بدرجہ بالا طریقہ جات کو اختیار رکھے۔ اور وقت کے مطابق ہر واقعہ سے مستفید ہو سکے۔ اور ایک ڈائری برائے نوٹ ضروری پاس رکھے +

باب نمبر ۲۲

جس نے اپنا روزانہ پروگرام رکھا ہوا ہو اور اس پر کاربند رہے۔

ایک اچھے انسان کا فرض ہے۔ کہ وہ اندازہ لگاوے کہ اُسے ہر روز کیا کرنا چاہیئے۔ یعنی زندگی کو بسر کرنے کے لیئے آمدن کا وسیلہ بھگوان کی یاد۔ جسمانی ترقی۔ علم۔ ملک و قوم کی ترقی۔ اور تن۔ من۔ دھن سے سیوا خاقت وغیرہ۔ ان تمام مندرجہ بالا باتوں پر روزانہ عمل کرنے کے لیئے ایک انسان کو چاہیئے۔ کہ وہ مطابق حالات خود اپنے روزانہ ۲۴ گھنٹے کو اس طور تقسیم کرے۔ کہ وقت مقررہ پر اپنی ڈیوٹی یاد رہے۔ اور ساتھ ہی کاہلی سستی سے بچتے ہوئے مقررہ کام کیا جاوے۔

میرے خیال میں ہر ترقی پسند انسان کو چاہیئے۔ کہ وہ روزانہ یا ہفتہ وار پروگرام زندگی لکھ کر اپنے کمرہ میں سامنے لٹکائے رکھے۔ اور جس طرح سکول میں تعلیم کی گھنٹیاں مقرر ہوتی ہیں۔ اس طرح وہ اپنے پروگرام کے ہر آئیٹم پر کاربند رہے۔

موسم گرما میں لیٹ سے لیٹ پانچ بجے صبح اور موسم سرما میں چھ بجے صبح اٹھنا ضروری ہے۔ اور نیند کسی صورت میں آٹھ گھنٹہ سے زیادہ نہیں ہونی چاہیئے۔ اور کہ علی الصبح اٹھتے ہی رفع حاجت کے بعد ورزش سیر کر کے اشنان کیا جاوے۔ اور سندھیا (بھگوان کی یاد) سورج نکلنے سے پہلے ہو جانی چاہیئے۔ اس کے بعد اپنے کاروبار کے مطابق کم از کم آٹھ گھنٹے اپنی کمائی پر صرف کرو۔ اور باقی وقت کو دیگر آئیٹم میں تقسیم کرو۔ اور آخر شش سورج غروب ہونے کے بعد پھر سندھیا لیکن وقت کی بانٹ ایسی کی جاوے۔ کہ اس میں تمام کام خوشی خوشی ہوتے جاویں۔ اور ہر کام خوشی سے کیا جاوے۔ پھر دیکھو ایک ماہ میں ہی آپ کی صحت، خیالات، کاروبار کس طرح ترقی کرتا ہے۔ اور آپ کیا سے کیا بنتے جاتے ہیں۔

(نمونہ پروگرام - جو بلحاظ موسم تبدیل کر لیا جاوے)

۱	۲	۳	۴	۵	۶
صبح ۵ بجے سے ۶ بجے تک رفع حاجت سیر۔ ورزش اشنان۔	۶ بجے سے ۶½ بجے تک سندھیا	۶½ سے ۷½ بجے تک ادھین یعنی اچھی کتابوں کا مطالعہ	۷½ سے ۸ بجے تک ناشتہ	۸ بجے صبح سے ۴ بجے شام روزگار	۴ بجے شام سے ۵ بجے شام آرام خانگی انتظامات۔

۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
۵ بجے شام سے ۶ بجے شام تک اچھا کام	۶ بجے شام سے ۷ بجے شام لائبریری۔ اخبار۔ ریڈیو وغیرہ۔	۷ بجے شام سے ۷½ بجے تک سندھیا	۷½ بجے شام سے ۸ بجے تک کھانا	۸ بجے سے ۹ یا زیادہ سے زیادہ ۱۰ بجے شام تک تمام دن کی سوسائٹی ان کے کاروبار اور آئیندہ کاروبار کیسا رہتا۔	۹ بجے شام یا ۱۰ بجے شام سے ۵ بجے صبح نیند

باب نمبر ۲۳

جو اصلیت کا متلاشی اور پیرو ہے۔

اچھا انسان ہمیشہ اصلیت کا حامی اور اُس پر کاربند رہنا چاہتا ہے۔ اور کہ وہ فانی۔ ناپائیدار۔ بناوٹی۔ جھوٹے اور نمائیشی اصول۔ کہ تو یہ اور قول کا خواہشمند نہیں ہوتا۔ بلکہ اصل غیر فانی اور سچے اصولوں اور فعلوں کا دِلدادہ ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ اُس واحد صفات البشر کی شناخت کی اور اُس سے پریم اور اُس کو قریب لا کر غیر فانی خوشی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ وہ منبع کو حاصل کرنا چاہتا ہے نہ کہ منبع سے برآمدہ پانی کو۔ وہ جانتا ہے۔ کہ زندگی محدود وقت ہے۔ اور ہر چیز جو جہان میں ہم اپنی اپنی کہہ کر اس سے مانوس ہو رہے ہیں ایک دن ہم کو اُس سے جُدا ہو جانا ہے۔ اور کہ وہ کیا چیز ہے۔ جو موت کے بعد بھی ہمارے ساتھ جا سکتی ہے۔ وہ صرف اپنا آتما ہے جو غیر فانی ہے۔ اِس لئے آتما کو پوتر بنانا، اچھا بنانا اور ایسا بنانا کہ باعث سُکھ ہو۔ یہ فرض زندگی ہے۔ گو پیدا ہو کر انسان دُنیا کے فانی معاملات میں ایسا جکڑا رہتا ہے۔ کہ وہ اصلیت کو بھول جاتا ہے

اور لایعنی معاملات کو اہمیت دیکر در اصل مقصد زندگی کھو دیتا ہے۔
اس لئے جو انسان اچھا ہے یا اچھا بننا چاہتا ہے۔ اُس کو چاہیئے
کہ وہ دھن۔ دولت۔ خوبصورتی۔ حسن وغیرہ پر اپنے دل کو نہ
لگاوے۔ بلکہ ان اشیاء سے مبّرا رہ کر اس منبع یعنی بھگوان
کے پریم میں لگا رہے۔ بھگوان کی دُنیا کی خدمت بھگوان کو جاننا
اور اچھے کرم اور اصول پر گامزن رہے۔ اچھائی جو ہے وُہ
غیر فانی ہے۔ اور کہ ہر اچھا کرم اور قول بھی غیر فانی ہے۔ ایک
نوجوان شخص ایک نوجوان خوبصورت لڑکی کو دیکھتا ہے۔ اگر وُہ
اچھا شخص نہیں ہے۔ تو وہ ممکن ہے۔ اس کے حُسن کا دل فریفتہ ہو
کر دل کو اس کی محبت پر لگا دیوے۔ مگر اچھا شخص ایسے وقت پر
فوراً خیال کریگا۔ کہ نوجوان لڑکی کی خوبصورتی بنانے والا کون ہے
اور ہمیشہ بنانے والا اُس سے زیادہ اوصاف کا مالک ہے۔ اور
اس طرح ایشور کے پیدا کردہ اُس فانی جسم سے محبت لگانے کی بجائے
وہ اچھا انسان اُس ایشور پر ماتما سے محبت لگائے گا۔ جو کہ کئی
کروڑ زیادہ خوبصورت ہے۔

باب نمبر ۲۴

روزانہ صبح شام کم از کم آدھ گھنٹہ کے لئے بھگوان کی یاد میں اکانت میں بیٹھے۔

بھگوان سے پریم۔ بھگوان کا شکریہ۔ ان کی مہربانی کو برقرار رکھنا۔ اپنے آپ کو جاننا وغیرہ۔ یہ سب باتیں تب ہی ممکن ہیں۔ کہ ہم ہر روز صبح و شام اکانت میں بیٹھ کر اپنے آپ کو یکسوئی میں لا کر ایشور کی یاد کریں۔ ویسے تو بھگوان کی یاد ہر وقت ہر لمحہ دل میں رہنی چاہیئے۔ مگر دنیاوی دھندوں سے بالا تر ہو کر کم از کم آدھ گھنٹہ کے لئے صبح و شام اُن کی یاد میں بیٹھنا خاص اثر رکھتا ہے اور انسان خواہ وہ کیسا اور کتنا گنہگار بھی ہو۔ بہتر ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور وہ اچھا انسان بن جاتا ہے۔

بدقسمتی سے ہم لوگوں کا رجحان ایشور بھگتی اور روحانیت کی طرف بہت کم رہ گیا ہے۔ اور یہ محض بدیشی حکومت اور ویدک رولز کی ناواقفیت کی وجہ سے ہے۔ نکتہ چینی کرنا یا خود بخود گورو بن بیٹھنا یا

خود اپنا سدھانت اور اُس کے پیچھے اوروں کو لگانا۔ یہ عام نظیرہ ہو چکا ہے اور اس طرح بجائے اچھائی کے بُرائی ہو رہی ہے۔ اور اصل بات اور جائز انداء سے محروم رہ رہے ہیں۔ اور اگر کسی شخص کو بھگوان کی یاد میں دلچسپی پیدا بھی ہو۔ تو وہ چند منٹوں میں بھگوان کو دیکھنا چاہتا ہے۔ جو کہ ناممکن ہے۔ اِس لئے ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ کسی ویدک عالم سے طریقہ سدھا سیکھے۔ یا خود پتنجلی یوگ سوتر کا بغور مطالعہ کر کے اُس پر عمل کرے۔ یہ ایک ویدک کتاب ہے جس میں آپ اصلیت کا راستہ پاؤ گے۔

ناواقفیت کی حد یہاں تک ہے کہ بہت سے لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں۔ کہ بھگوان ساکار (شکل والے) آکار .... اور نرنکار .... تینوں ہیں۔ آپ اُن کو کسی قسم کا خیال کر کے اُن کی پوجا شروع کر دیتے ہیں۔ اور کہ اُن کو ساکار کے طور پر یاد کرنے کا طریقہ آسان کہا گیا ہے۔ گیتا میں ادھیائے بارہ شلوک پانچ میں صاف ایسا درج ہے۔

اور کہ مندروں میں جو مورتیاں ہیں وہ بھگوان کے روپ یا فوٹو سمجھو اور مورتی پوجا کے معنی مورتی میں پوجا ہیں۔ جو کہ ایک ابتدائی آسان طریقہ ایشور سے پریم کرنے کا ہے۔ اُس کے بعد پریکٹس سے خود بخود دیگر راستے معلوم ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اِس لئے ایک اچھا انسان بننے کے لئے ہر صبح و شام بھگوان کی یاد میں اکانت میں بیٹھنا نہایت ضروری ہے ۔

ملک، قوم کی بہتری کیلئے ہر قربانی کیلئے تیار ہو۔

یہ زندگی دھن دولت جائیداد سب کچھ فانی ہے۔ جو پیدا ہوا ہے۔ اُسے ایک روز مرنا ہے۔ جسم ایک منٹ میں ختم ہو جاتا ہے۔ اور کیا بادشاہ یا فقیر۔ ہر ایک کو ایک دن کوچ کرتا ہے۔ یہ سب باتیں درست ہوتے ہوئے بھی اگر ہم دُنیا میں اس طرح جکڑے رہیں۔ کہ ہمیں ہر دم اپنی زندگی اور جائیداد سے پیار اور اِس قدر عمتا بنی رہے۔ کہ ہم اپنی زندگی اور جائیداد کو صرف اپنے سُکھ اور ضرورت کا باعث سمجھ رکھیں۔ تو کتنی غلطی ہے۔ اِس لئے جو اچھا انسان ہے وہ اِس عام فہم بات پر عمل پیرا رہتا ہے۔ اور دِل میں پورے یقین سے قائل رہتا ہے۔ کہ دُنیا میں جو سب کچھ ہمارا ہمارا دکھائی دے رہا ہے۔ نہ معلوم کس طرح ہم اس سے جُدا یا یہ ہم سے نکل جاوے۔ اور وہ اپنی زندگی اور جائیداد کو اچھے کام پر صرف کرنے کے موقعہ کو غنیمت جانتا ہے۔ اور کہ وہ جانتا ہے۔ کہ اگر ہماری زندگی یا جائیداد سے بجائے ہمارے

دیگراں تمام کو فائدہ پہنچتا ہے۔ تو وہ اس کام کو خوشی سے سرانجام دیتا ہے۔

ہر انسان کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے ملک و قوم کی بہبودی اور بہتری کے لئے کوشاں رہے۔ اور کہ وقت ضرورت یہاں تک قربانی کرنے پر تیار رہے۔ کہ وہ اپنی جان پر سے گریز نہ کرے جس قوم و ملک میں ایسا مادہ قربانی ہوگا۔ وہ ملک خودداری اور عزت کی زندگی بسر کرے گا۔ اور کہ اس ملک پر کبھی کسی دیگر ملک کو جرأت حملہ نہ ہوگی۔ اور ساتھ ہی اس ملک کا ہر فرد وبشر سکون کی زندگی بسر کرے گا۔

باب نمبر ۲۶

جو کام سے بچے

کام کے معنی ہیں۔ ناجائز عشق یا PASSION یا LUST وغیرہ۔
ہر اچھا انسان وہ ہے جس نے اپنی اندریوں کو بس میں کیا ہو جس کا
اپنے خیالات اور خواہشات پر قابو ہو۔ جس نے اپنے من کو زیر
کیا ہو۔ مگر کہنے اور کرنے میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ اور
میرا خیال ہے۔ کہ یہ صفت حاصل کرنا ایک انسان کے لئے سب
سے مشکل کام ہے۔ مگر بزرگوں بڑے آدمیوں اور اچھی کتابوں
میں دیئے گئے اصولوں کی پیروی کرنے سے سب مشکل آسان ہو
جاتی ہے۔ اور انسان کامیابی سے یہ صفت پا لیتا ہے۔ کام سے
بچنے کے لئے مندرجہ ذیل باتوں پر عمل کیا جاوے۔

(۱) جو لوگ شادی شدہ ہیں ان کو چاہیئے۔ کہ سوائے اپنی
عورت کے ہر دیگر عورت کو اپنی ماں بہن سمجھیں۔ اور اس اچھے
خیال کو پریکٹس کرتے رہیں۔ اور جب کبھی کسی دیگر عورت کو دیکھنے
کا اتفاق ہو۔ اپنی نظر اپنی گفتگو سچے بھائی بیٹے کی سی ہو۔ اور

شری سوامی وویکانند جی نے اپنے کرم یوگ میں لکھا ہے۔

"He who thinks of another woman besides his wife, if he touches her even with his mind that man goes to dark hell."

اور کہ ویدک اصول تو یہ ہے۔ کہ اپنی عورت سے بھی مجامعت کا خیال صرف اس طور ہو۔ کہ وقت مناسب پر آپ اولاد پیدا کرنے کی نیت سے ایسا کریں محض نفسانی خوشی یا خواہش کی خاطر نہیں کیا جاوے۔ مگر اس طور ہونا دنیاوی انسان کے لئے مشکل ہے اس لئے انسان کو چاہیئے کہ اچھی صحت کی صورت میں مطابق "ہدایت نامہ خاوند" ہفتہ میں ایک دفعہ مجامعت کرے۔

(۲) انسان کا ویرج نہ طاقت ہے جو کہ اس کا دماغ۔ دل۔ خون۔ جگر اور ہمت ہے۔ اس لئے خیال رکھو۔ کہ جس قدر اس خزانہ عظیم کی دیکھ بھال اور حفاظت اور جمع ہو گی۔ اسی قدر آپ جسمانی دماغی روحانی طور پر اچھے ہوں گے۔

(۳) فحش لٹریچر یعنی عشقیہ قصے کہانیاں گندی اور عشقیہ باتیں اور کامی آدمیوں کی سوسائیٹی سے بچو۔

(۴) بھگوت گیتا میں لکھے ہوئے اصول کی پیروی کرو۔ کہ خوراک ساتوک۔ فعل ساتوک اور گفتگو ساتوک ہو۔ منشی اشیاء تیز اور ترش چیزیں

کھانوں سے پرہیز کرو۔

(۵) ہر روز علے الصبح لنگوٹہ کس کر مالش کر کے ورزش کرو۔ اور ہفتہ وار اپنا وزن کرو۔ اور کوشاں رہو۔ کہ جسم زیادہ مضبوط اور توانا ہو جاوے۔ اور ایسا کرنے کے لئے برہمچریہ یعنی کام سے بچنا ضروری ہے۔

(۶) خیال رکھو۔ کہ ناجائز عشق وجہ رسوائی۔ بے عزتی۔ بیماری بلکہ جیل تک پہونچانے کا سبب بن جاتا ہے۔ اور کہ ایسا شخص دُنیا میں بے عزت اور بُری نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اور وہ دنیاوی ترقی بھی نہیں کر سکتا۔

(۷) ہر خوبصورتی۔ ہر حُسن۔ ہر دل فریبی کا منبع صانع کون ہے۔ اس کا جواب ہے۔ کہ وہ بھگوان۔ اِس لئے بجائے فانی خوبصورتی کے ہم کیوں نہ اس بھگوان سے عشق کریں۔ جو کل دُنیا کے دِل فریب اشیاء کا منبع ہے۔ اور پھر دیکھو کہ آپ کو کس قدر مُسرت ہوتی ہے۔

(۸) اگرچہ دِل یعنی من بڑا چنچل ہے اور ہوا کی طرح آزاد ہے۔ مگر لگاتار پریکٹس کرنے سے قابو آجاتا ہے۔ اور پریکٹس یہ ہے کہ ہم اپنے دِل کو یا تو بھگوان کے بس کریں۔ یا اُسے اپنے بس میں رکھیں۔ اِس کے علاوہ دیگر جگہ اُس کا مطیع ہونا باعث سوائے تکلیف کے اور کچھ نہیں ۔ ۔ +

باب نمبر ۲۷

جو کرودھ سے بچے۔

اچھا انسان وہ ہے۔ جو کرودھ یعنی غصّہ سے بچے۔ غصّہ کا دوسرا نام بیوقوفی ہے۔ غصّہ میں آکر انسان اپنی عقل اور مادہ سوچ وچار کھو بیٹھتا ہے۔ اور ایسی بات اور حرکت سرزد کر دیتا ہے۔ جس کا پھر کبھی ازالہ نہیں ہو سکتا ہے۔ انگریزی کا محاورہ ہے۔

Friendleness and gentleness are stronger than fury and force.

کہ دوستانہ رویہ اور شرافت بمقابلہ طاقت اور غصّہ زیادہ اچھی ہیں انسان کو چاہیئے۔ کہ ہر وقت خیال رکھے۔ کہ وہ اس موذی کو جڑ سے اکھیڑ دیوے۔ اور اگر ہم لگاتار ایک ماہ یہ روزانہ پریکٹس کریں۔ کہ ہم نے غصہ کو مارنا ہے۔ اور روز شام کو اپنا امتحان لیکر ڈائری میں اس روز کی غلطی تحریر کر کے دوسرے روز بہتر ہونے کا عقیدہ کر لیویں۔ تو لازماً ایک ماہ کے اندر آپ کے دل میں کافی طاقت قابو ہو جائیگی۔ اور غصّہ مسرّت میں تبدیل ہو جاوے گا۔

مندرجہ ذیل امور قابل ذکر ہیں۔

(۱) جوشیلی خوراک غصہ کو پیدا کرتی ہے۔ اس سے پرہیز کرو۔

(۲) روزانہ صبح شام عقیدہ کرو۔ کہ غصہ کو قابو میں رکھیں گے۔

(۳) اپنی زندگی سے ہی غصہ کی برائی اور غصہ سے پیدا شدہ برے اثرات کو یاد کرنا۔ تاکہ آئندہ غلطی نہ ہو۔

(۴) روزانہ بھگوت گیتا کا پاٹھ کرنا۔

(۵) کتاب How to win friends and Influence people by Dale carnegie. کا بغور اور باعمل طریقہ سے مطالعہ۔

باب نمبر ۲۸

جو لوبھ سے بچے۔

لوبھ کا دوسرا نام لالچ ہے۔ ہر اچھا انسان اس بیماری سے بچا رہتا ہے۔ ورنہ اس کے زیر اثر آکر انسان اپنی زندگی کے تمام سکھ کھو بیٹھتا ہے۔ کیونکہ لاپرواہ انسان ہمیشہ شکار بے عزتی اور رسوائی ہوتا ہے۔ اور اس کے علاوہ ہر وقت اس کو یہ بری عادت کسی نہ کسی چیز کو ناجائز یا برے طریقہ سے حاصل کرنے پر لگائے رکھتی ہے جس سے اس کے دل کی شانتی اور صبر نہیں رہتا۔ اور انسان خودداری سے بعید ہو کر کمینہ ذہنیت والا ہو جاتا ہے۔ انسان کو اپنا دل ایسا بنانا چاہیئے۔ کہ اس میں خواہشات اور ضروریات کی کمی ہو جاوے۔ بلکہ کسی چیز کا ہونا نہ ہونا ایک برابر ہو جائے اور کہ وہ بشرط میسر آمد کسی شے اسکو بلا ضرورت زیادہ حاصل نہ کرے۔ اور کہ دل میں یہ ارادہ نہ آنے پاوے۔ کہ فلاں چیز مجھے مل جاوے یا زیادہ ملے۔

جو لوگ عام ETIQUITTE سے بہرہ ور ہیں وہ بلا کسی خاص پریکٹس اس سے بالاتر ہوتے ہیں۔ اور انکی عادت ایسی شائستہ ہوتی ہے کہ ان سے کبھی لوبھی ہونے کی غلطی نہیں ہوتی۔

باب نمبر ۲۹

جو موہ سے بچے۔

موہ کے معنی ہیں دل کا جکڑاؤ۔ دل کا پابند ہونا۔ یا محبت کے لئے بیں ہونا وغیرہ۔

اچھا انسان جو ہے وہ موہ سے بچنے کی کوشش میں رہتا ہے اور کہ جو لوگ موہ سے بچتے ہیں۔ ان کو تکلیف کم اور سکھ زیادہ ہوتا ہے۔ اچھا انسان اس اصول کو ہر دم یاد رکھتا ہے۔ کہ یہ دنیا فانی ہے۔ اس کی ہر شے ایک دن فناہ ہو گی۔ اور کہ خود بھی اس دنیا کو ایک دن چھوڑنا ہے۔ اس لئے وہ دنیا کی اس ناپائیداری کو مدنظر رکھ کر اس کی چیزوں سے دل فریفتہ نہیں ہو جاتا۔ کیونکہ نہ معلوم کب کوئی چیز ختم ہو جاوے۔ اور اس کو صدمہ جدائی اٹھانا پڑے۔ اچھا انسان اپنے بچوں۔ بیوی۔ دھن دولت۔ جائیداد وغیرہ کے لئے بھی خیال رکھتا ہے کہ یہ سب کچھ فانی ہے اس بھگوان کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے ان سے اس قدر وابستہ نہیں ہو جاتا کہ جدائی باعث تکلیف ہو۔

جبتک انسان موہ میں پھنسا رہیگا۔ وہ کوئی ترقی دنیاوی یا روحانی نہیں کر سکیگا۔ کیونکہ ترقی کے لئے قربانی اور بہت کچھ کرنا پڑتا ہے جو موہ میں پھنسا ہوا نہیں کر سکتا۔ اور کہ بوقت موت موہ میں پھنسے ہوئے انسان کو سخت دکھ اور اذیت محسوس ہوتی ہے کیونکہ وہ ہر شے جس کو وہ اپنی اپنی کرتا تھا۔ جب دیکھتا ہے۔ کہ وہ ان کو یہاں ہی چھوڑ چلا ہے۔ تو موت کے بیانک درد اُسے سخت لاچار کرتے ہیں۔ اُس کے مقابلہ میں موہ سے بچا ہوا انسان ہر دم موت کو بیک کہتا ہوا بلا کسی تکلیف اپنا جسم تیاگ دیتا ہے۔

مُلک کی بہتری بچاؤ کے لئے نوجوانوں کو اپنے عزیز والدین بچے۔ عورتیں گھر چھوڑ کر میدان جنگ میں جانا ہوتا ہے۔ جو نوجوان اچھے دل کے ہوتے ہیں۔ وہ تو فوراً وقت ضرورت گھر اور سب سامان عیش و آرام کو بلائے طاق رکھ کر قربانی پر تیار ہو جاتے ہیں۔ مگر موہ میں پھنسے ہوئے انسان اس فانی موہ کے زیر اثر کوئی قربانی نہیں کر سکتے۔ اس لئے ہر اچھے انسان کو چاہیئے کہ وہ دُنیا کی کسی شے سے موہ ما متا نہ کرے ۔

باب نمبر ۳

جو اہنکار سے بچے۔

اہنکار کے معنی ہیں غرور۔ تکبر۔ گھمنڈ وغیرہ۔

عام محاورہ ہے کہ "غرور کا سر نیچا" جس کا مطلب ہے جو کوئی غرور کرتا ہے اُس کو سُبکی اٹھانی پڑتی ہے۔ اور غرور کی وجہ سے ایک انسان اصلیت سے بھولا رہتا ہے۔ اور غلط طور پر سرشار رہتا ہُوا مناسب کارکردگی سے پیچھے رہ کر تنزلی کی طرف چلا جاتا ہے۔ اس لئے کبھی بھی ایک انسان کو اہنکار نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ وہ بڑا قابل ہے۔ بڑا امیر ہے۔ بڑا جوان ہے۔ بڑا اچھا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

بلکہ اپنے آپ کو ناچیز اور نامکمل خیال رکھتے ہوئے ہر روز بہتر بننے کا خیال چاہیئے۔ پوجیہ مہاتما گاندھی جی نے ایک جگہ لکھا ہے کہ بڑا انسان وہ ہے۔ جو اپنے آپ کو سب سے چھوٹا سمجھے۔ اس لئے ہر وقت اپنے آپ کو چھوٹا سمجھو۔ اور بڑے بننے کی آرزو جاری رکھو۔ رامائن میں بھی اہنکار کی بُرائی۔ اور اس سے تباہی کی مثال دکھائی گئی ہے۔ اور کہ وہ یہ کہ راون اہنکار کے تحت ہمیشہ یہ کہتا تھا کہ وہ بڑا

ہے۔ اس کے بڑے جودھے ہیں۔ بڑی فوج ہے۔ شری رام چندر جی اس کے مقابلہ میں کوئی شئے نہیں۔ اور اس اہنکار نے اس کو کوئی انتظام مقابلہ نہ کرنے دیا۔ اور اس کو جنگ میں شکست بلکہ ہر طرح سے تباہی دیکھنی پڑی۔

اہنکاری اشخاص دنیا میں نفرت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کے الفاظ باعث رنج اور تکلیف ہوتے ہیں اور دیگر لوگ ان سے پریم کرنا نہیں چاہتے۔

اگر آپ ترقی کرنا چاہتے ہو۔ دنیا والوں کا پریم اپنے ساتھ رکھنا چاہتے ہو۔ ہر ایک کو خوش رکھنا چاہتے ہو۔ بھگوان کے پیارے بھگت بننا چاہتے ہو۔ تو دل میں پرن کر لو۔ کہ ہم کبھی غرور۔ گھمنڈ۔ اہنکار کے الفاظ منہ سے نہ نکالیں گے۔ اور نہ اس موذی بدعادت کو اپنے جسم میں جگہ دیں گے۔ اس میں آپ ہر ترقی کا راز پائیں گے ٭

الراقم

گردھاری لعل گپتا

بی۔ اے۔ ایل۔ ایل بی ایڈوکیٹ جموں

(راقم نے ۱۲ بھادوں سمت ۲۰۰۵ کو ایک مضمون "موجودہ وقت میں ہمارا فرض" کے نام سے تحریر کیا۔ جو کہ بشکل اشتہار ان ایام میں مشتہر کیا گیا تھا۔ بغرض مزید اشاعت اُس کو نیچے درج کیا گیا ہے۔)

موجودہ وقت میں ہمارا فرض

پاکستان کا وجود قائم ہونے سے جس قدر خون ریزی۔ تباہی بربادی ہوئی ہے۔ اس کی مثال ہسٹری میں نہیں ملتی۔ دو قوموں کی تھیوری سے ہندوستان اور بالخصوص پاکستان میں عوام ایک دوسرے کے جانی دشمن ہو گئے۔ ہزاروں انسانی زندگیاں ختم کر دی گئیں اور لاکھوں انسان اپنے گھروں۔ جائیدادوں کو چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس قدر انتہائی ظلم کیوں ہوا ہے۔ جواب میں کوئی اس ظلم کو محمد علی جناح کی غلط پالیسی۔ کوئی انگریز کی تقسیم حکومت کی چال۔ کوئی ہندو مسلمان کی عداوت اور کوئی کسی خاص جماعت کی دانستہ کاروائی سے منسوب کرتا ہے۔

اگرچہ مندرجہ بالا جواب سے کوئی نہ کوئی وجہ ضرور اس کار مظالم میں ظاہر طور پر موجب ٹھہری ہے۔ مگر درحقیقت ہماری تکلیفیں مصائب

اور گریہ زاریاں ہماری اپنی پیدا کردہ ہوتی ہیں۔ یعنی اپنے اچھے اعمال کا پھل سُکھ اور بُرے اعمال کا دُکھ لازماً اُٹھانا پڑتا ہے۔ اس لئے جو کچھ ہُوا ہے بدقسمتی سے ہمارے گناہوں کا نتیجہ ہے۔ اور میرا یقین ہے کہ ۹۹ فیصدی لوگ اس اصول کو جانتے ہیں۔

مگر کیا ہندوستان اور پاکستان کے لوگوں نے اس اصول کی اب بھی پیروی شروع کی ہے۔ میں کہوں گا۔ کہ ہرگز نہیں۔ بلکہ اب گناہ زیادہ ہو رہا ہے۔ کسی کو پچھلے افعال کا پشچاتاپ نہیں۔ سبھا سوسائٹیاں یا حکومت بھی اس لائن پر کوئی عملی قدم نہیں اُٹھا رہی ہے۔ چاہیئے تو تھا۔ کہ اس گھور پاپ اور ظلم جو ہو چکا ہے۔ اس کے لئے کئی دنوں کا برت ہر ہندو مسلمان رکھتا۔ اور مندروں۔ مسجدوں۔ گوردواروں میں بیٹھ کر بھگوان کے آگے رو رو کر معافی مانگی جاتی۔ اور آئندہ کے لئے بہتر بننے کے حلف اُٹھائے جاتے۔ مگر افسوس جو ہونا چاہیئے تھا اس کے برعکس ہو رہا ہے۔ لیکن ابھی وقت گذر نہیں چکا۔ بھگوان ہر وقت ہر جگہ موجود ہیں۔ اس مضمون کے پڑھنے والے پیارے بزرگو، بھائیو، بہنوں میں آپ کو بھگوان کے نام پر اپیل کرتا ہوں۔ کہ آپ خود اور دیگران کو بھی کوشش سے مندرجہ ذیل امور کے لئے راغب کریں۔ اس سے ہم تمام کی بہتری ہو گی۔

(۱) ہر روز علی الصبح اُٹھ کر بھگوان کی یاد میں کم از کم آدھ گھنٹہ کے لئے ہی بیٹھو۔ اور سچے دل سے ان کے آگے ورلاپ کر کے پچھلے گناہوں

(اپنے یا دیگران) کے لئے معافی مانگو۔ اور آئندہ کے لئے پرن کرو۔ کہ کوئی پاپ نہ کریں گے۔ ہر روز بہتر بننے کی کوشش ہوگی۔ ایک روز کی غلطی دوسرے روز یاد کرکے دوبارہ سرزد نہ ہونے دیں گے۔

(۲) ہمارا ہر کام اس نیت سے ہوگا۔ کہ یہ عوام کے فائدہ کے منافی نہ ہو۔

(۳) ملک کے ہر فرد و بشر کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنا اور دکھی کی ہر ممکن مدد کرنا۔

(۴) چور بازار (جو کہ وجہ قحط ہے) کی روک تھام تشدد سے نہیں۔ بلکہ یہ احساس پیدا کرکے کہ یہ بڑا پاپ ہے اور قانوناً جرم ہے۔

(۵) حکومت وقت کی وفاداری اور تن من دھن سے حکومت کی مدد کرنا۔ (یہ خود اپنی مدد کرنی ہے)

(۶) ہر وقت بھگوان پر بھروسہ رکھتے ہوئے اپنے فرائض زندگی کو خوشی اور تندہی سے سرانجام دیں گے۔

(۷) مادہ نفرت اور دویش کا تیاگ کرکے اتفاق پیدا کریں گے۔

(۸) ہر ایک انسان۔ حیوان۔ شے میں بھگوان ہیں۔ یہ یقین رکھتے ہوئے ہر ایک سے نیک اور سچا پریم کریں گے۔

(۹) اپنی ضروریات زندگی اپنی نیک کمائی سے پوری کریں گے۔

(۱۰) ملک کی بہبودی کے لئے ہر قسم قربانی پر تیار

رہیں گے +

الراقم
گردھاری لعل گپتا
بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ایڈوکیٹ جموں (توی)

ودیشن پریس جموں میں زیر اہتمام دیوان نرسنگھ داس نرگس
چھپا ÷